Postal Reg. NO : PB/1023/99

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 1

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

28 رمضان 1420 ہجری 6 صلح 1379 ہش 6/ جنوری 2000ء

لندن۔ 1/ جنوری 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ حضور نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور لیلۃ القدر اور اعتکاف کے مسائل تفصیل سے بیان فرمائے۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمره وامره۔

یہ بات ہر گز صحیح نہیں کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے

بے شک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالامال کرنے کو تیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں۔ ایک اس برتر ہستی کی تلاش ہے۔ جس کیلئے اندر ہی اندر انسان کے دِل میں ایک کشش موجود ہے۔ اور اس تلاش کا اثر اسی وقت سے محسوس ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعاً اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے۔ اور پھر جیسے جیسے حواس اُس کے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرت اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کشش محبت جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ و روپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے۔ پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا۔ اور پورا آرام اس کا اسی کے کنارِ عاطفت میں ہوتا ہے۔ اور اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے اور دور ڈال دیا جائے تو تمام عیش اُس کا تلخ ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈال دیا جائے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود میں ہی دیکھتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا۔ سو وہ کشش محبت جو اس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے؟

در حقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبودِ حقیقی کیلئے بچہ کی فِطرت میں رکھی گئی ہے۔ بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے در حقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے۔ اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھلاتا ہے در حقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے۔ گویا دوسری چیزوں کو اُٹھا اُٹھا کر ایک گمشدہ چیز کو تلاش کر رہا ہے جس کا اب نام بھول گیا ہے۔ سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اس کی روح کا کھینچے جانا در حقیقت اسی گم شدہ محبوب کی تلاش ہے۔ اور چونکہ اِنسان اُس دقیق در دقیق ہستی کو جو آگ کی طرح ہر ایک میں مخفی اور سب پر پوشیدہ ہے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا۔ اور نہ اپنی ناتمام عقل سے اس کو پا سکتا ہے۔ اِس لئے اس کی معرفت کے بارہ میں انسان کو بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں اور سہو کاریوں سے اس کا حق دوسرے کو دیا گیا ہے۔ خدا نے قرآن شریف میں یہ خوب مثال دی ہے کہ دنیا ایک ایسے شیش محل کی طرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفّٰی شیشوں سے کیا گیا ہے اور پھر اُن شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہے جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے۔ اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے ان شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے۔ اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کہ پانی سے ڈرنا چاہئے۔ حالانکہ وہ در حقیقت شیشے ہیں مگر صاف اور شفاف۔ سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب وغیرہ یہ وہی صاف شیشے ہیں جن کی غلطی سے پرستش کی گئی۔ اور ان کے نیچے ایک اعلیٰ طاقت کام کر رہی ہے جو ان شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح بڑی تیزی سے چل رہی ہے۔ اور مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی ہے کہ انہیں شیشوں کی طرف اس کام کو منسوب کر رہے ہیں جو ان کے نیچے کی طاقت دکھلا رہی ہے۔ یہی تفسیر اِس آیت کریمہ کی ہے جو

اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ (النمل: 45) ہے۔

غرض چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات باوجود نہایت روشن ہونے کے پھر بھی نہایت مخفی ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی شناخت کیلئے صرف یہ نظامِ جسمانی جو ہماری نظروں کے سامنے ہے کافی نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسے نظام پر مدار رکھنے والے باوجودیکہ اس ترتیب ابلغ اور محکم کو جو صدہا عجائبات پر مشتمل ہے نہایت غور کی نظر سے دیکھتے رہے بلکہ ہیئت اور طبعی اور فلسفہ میں وہ مہارتیں پیدا کیں کہ گویا آسمان و زمین کے اندر دھس گئے۔ مگر پھر بھی شکوک اور شبہات کی تاریکی سے نجات نہ پا سکے۔ اور اکثر اُن کے طرح طرح کی خطاؤں میں مبتلا ہو گئے۔ اور بیہودہ اوہام میں پڑ کر کہیں کہ کہیں چلے گئے۔ اور اگر ان کو اس صانع کے وجود کی طرف کچھ خیال بھی آیا تو بس اسی قدر کہ اس اعلیٰ اور عمدہ نظام کو دیکھ کر یہ اُن کے دِل میں پڑا کہ اس عظیم الشان سلسلہ کا جو پُر حِکمت نظام اپنے ساتھ رکھتا ہے کوئی پیدا کرنے والا ضرور چاہئے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ خیال ناتمام اور یہ معرفت ناقص ہے۔ کیونکہ یہ کہنا کہ اس سلسلہ کیلئے ایک خدا کی ضرورت ہے اس دوسرے کلام سے ہر گز مساوی نہیں کہ وہ خدا در حقیقت ہے بھی۔ غرض یہ اُن کی صرف قیاسی معرفت تھی جو دِل کو اطمینان اور سکینت نہیں بخش سکتی اور نہ شکوک کو بکلّی دل پر سے اُٹھا سکتی ہے۔ اور نہ یہ ایسا پیالہ ہے جس سے وہ پیاس معرفتِ تامہ کی بجھ سکے جو انسان کی فِطرت کو لگائی گئی ہے بلکہ ایسی معرفتِ ناقصہ نہایت پُر خطر ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت شور ڈالنے کے بعد پھر آخر ہیچ اور نتیجہ ندارد ہے۔

غرض جب تک خود خدا تعالیٰ اپنے موجود ہونے کو اپنے کلام سے ظاہر نہ کرے جیسا کہ اس نے اپنے کام سے ظاہر کیا۔ تب تک صرف کام کا ملاحظہ تسلّی بخش نہیں ہے۔ مثلاً اگر ہم ایک ایسی بند کوٹھڑی کو دیکھیں جس میں یہ بات عجیب ہو کہ اندر سے کنڈیاں لگائی گئی ہیں تو اِس فعل سے ہم ضرور اوّل یہ خیال کریں گے کہ کوئی انسان اندر ہے جس نے اندر سے زنجیر کو لگایا ہے کیونکہ باہر سے اندر کی زنجیروں کو لگانا غیر ممکن ہے۔ لیکن جب ایک مُدّت تک بلکہ برسوں تک باوجود بار بار آواز دینے کے اس انسان کی طرف سے کوئی آواز نہ آوے تو آخر یہ رائے ہماری کہ کوئی اندر ہے بدل جائے گی۔ اور یہ خیال کرینگے کہ اندر کوئی نہیں بلکہ کسی حکمت عملی سے اندر کی کنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ یہی حال ان فلاسفروں کا ہے جنہوں نے صرف فعل کے مشاہدہ پر اپنی معرفت کو ختم کر دیا ہے۔ یہ بڑی غلطی ہے جو خدا کو ایک مُردہ کی طرح سمجھا جائے جس کو قبر سے نکالنا صرف انسان کا کام ہے۔ اگر خدا ایسا ہے جو صرف انسانی کوشش نے اس کا پتہ لگایا ہے تو ایسے خدا کی نسبت ہماری سب اُمیدیں عبث ہیں۔ بلکہ خدا تو وہی ہے جو ہمیشہ سے اور قدیم سے آپ اَنَا الْمَوْجُوْد کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا رہا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہو گی کہ ہم ایسا خیال کریں کہ اس کی معرفت میں انسان کا احسان اُس پر ہے۔ اور اگر فلاسفر نہ ہوتے تو گویا وہ گم گا گم ہی رہتا۔ اور یہ کہنا کہ خدا کیونکر بول سکتا ہے۔ کیا اس کی زبان ہے؟ یہ بھی ایک بڑی بے باکی ہے۔ کیا اس نے جسمانی ہاتھوں کے بغیر تمام آسمانی اجرام اور زمین کو نہیں بنایا کیا وہ جسمانی آنکھوں کے بغیر تمام دنیا کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ جسمانی کانوں کے بغیر ہماری آوازیں نہیں سُنتا۔ پس کیا یہ ضروری نہ تھا کہ اسی طرح وہ کلام بھی کرے۔ یہ بات بھی ہر گز صحیح نہیں ہے کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے۔ بیشک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالامال کرنے کو تیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہو گئیں اور تمام رسالتیں اور نبوّتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 76 تا 81 ایڈیشن جون 1996)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

حیرت ہے کہ یہ کس قسم کے شیطان ہیں؟

کئی سالوں سے ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ رمضان المبارک کے آتے ہی مختلف مدرسوں اور خانقاہوں کی طرف سے رمضان کے اوقات سحر وافطار ایک ورقہ شائع کر کے مسلمانوں کے محلوں اور مساجد میں تقسیم کردیئے جاتے ہیں جن میں رمضان کے سحر واوقات تو بس ایک بہانہ ہی ہوتے ہیں اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملاں حضرات کے بنائے ہوئے مدرسوں، مزاروں اور خانقاہوں میں اُن کے جہنّم کو پالنے کیلئے ایندھن اکٹھا ہو جائے اور پھر مدرسوں کے بچوں کے نام پر اور مزاروں کے فوت شدہ بزرگوں کے نام پر یا مساجد کی تعمیر کے بہانے یہ لوگ حرام کی دولت اکٹھا کرتے ہیں۔

اس تعلق میں ہمارے پاس جامعہ حبیبیہ لدھیانہ کا سحر وافطار کے اوقات پر مشتمل ایک پوسٹر پہنچا ہے جس میں اوقات بتانے کے بعد لکھا ہے۔

"گذارش، جامعہ حبیبیہ میں کثیر تعداد میں پنجاب یوپی، بہار و دیگر صوبوں کے بچے زیر تعلیم ہیں۔ لہٰذا جامعہ میں اپنا صدقۃ الفطر۔ زکوٰۃ دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (ثانی) مہتمم جامعہ حبیبیہ شاہی امام جامعہ مسجد لُدھیانہ۔

حیرت کی بات ہے کہ ہیں تو حضرت شاہی امام لیکن مدرسے کے نام پر غریبوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کررہے ہیں۔ خیر یہ تو ملاؤں کا دستور حیات ہے۔ شروع سے ہی یہ لوگ رمضان اور عید قربان کے مواقع کو زکوٰۃ وصدقات اور کھالوں کی رقوم حاصل کرنے کا ایک بڑا بھاری ذریعہ بناتے ہیں اور یہ تہوار ان کیلئے سال بھر ایک منافع بخش تجارت سے کچھ کم حیثیت نہیں رکھتے لیکن اب جبکہ انہوں نے احمدیت کو شہروں اور دیہاتوں میں پھلتے پھولتے دیکھ لیا ہے اور مسلمانوں نے ان ملاؤں کو منہ لگانا چھوڑ دیا ہے تو گھٹتے ہوئے بزنس کی فکر میں ان حضرات نے رمضان کے سحر و اوقات کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے پوسٹروں میں احمدیوں کو گالیاں نکالنا بھی ضروری قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ ان پوسٹروں میں ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا جارہا ہے کہ

"قادیانی جو خود کو احمدی کہتے ہیں کافر ہیں"

گویا سحر وافطار کے پوسٹروں میں اب ضروری ہو گیا ہے کہ بھیک مانگنے کے ساتھ ساتھ احمدیوں کو بھی نعوذ باللہ کافر قرار دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملاں لوگ چاہے شاہی امام ہی کیوں نہ ہوں چاہے اب ہزار ہاتھ پاؤں ماریں مسلمان اب ان کے جھانسوں میں آنے والے نہیں ہزاروں مسلمانوں نے قادیان دارالامان آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ احمدی کافر ہیں یا پکّے اور سچّے مسلمان ہیں۔ آج پنجاب ہماچل اور ہریانہ کا مسلمان جاگ چکا ہے۔ پچاس سال سے ملاں لوگ ان کا استحصال کرتے رہے مذہب کے نام پر ان کو لوٹتے رہے ان کی مذہبی جائیدادوں مسجدوں اور قبرستانوں پر نہ صرف اپنے ہاتھ صاف کرتے رہے بلکہ غیروں کو بھی بیچتے رہے لیکن اب مسلمان ان کے ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ ان ملاؤں نے گزشتہ پچاس سال سے مسلمانوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھا گنڈے تعویذوں کے ذریعہ ان معصوموں کو لوٹتے رہے عمداً ان کو اور ان کے بچوں بالخصوص لڑکیوں کو تعلیم سے بے بہرہ رکھا مگر آج مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی بدولت حقیقی اسلام کو سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں قادیان کی طرف رواں دواں ہیں۔

گفتگو کے آخر میں ہریانہ میں پیش آنے والا ایک چشمدید واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ہریانہ کے ضلع حصار میں کھیڑا نامی گاؤں میں ایک وسیع مسجد موجود ہے اس گاؤں میں تقسیم ملک سے قبل مسلمانوں کے کئی گھر تھے لیکن اب ایک گھر بھی مسلمانوں کا نہیں ہے۔ البتہ ایک ملاں اس مسجد میں اہل وعیال سمیت کئی سالوں سے قیام پذیر ہے جو ارد گرد کے دیہاتوں کے مسلمانوں سے فصلات کے علاوہ تعویذ گنڈوں کے ذریعہ خوب کمائی کرتا ہے۔

گزشتہ رمضان کے موقع پر اس ملاں نے ایک اشتہار شائع کیا کہ اس کی مسجد میں ایک مدرسہ ہے جس میں کئی بچے زیر تعلیم ہیں اس مدرسے کے کمروں کی چھتوں کیلئے غسلخانوں کے لئے چندے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے اشتہار چھپوا کر شہروں دیہاتوں میں گھوم گھوم کر رمضان کے مبارک مہینہ میں چندہ وصول کیا جانے لگا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مسجد میں ایک دن بھی کوئی مدرسہ نہیں کھلا نہ کوئی بچہ زیر تعلیم ہے۔

قریب کے گاؤں اگالن کے مسلمانوں نے مولوی صاحب کو اس جھوٹ پر یہ کہتے ہوئے سخت شرمندہ کیا کہ رمضان کے مہینہ میں جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

حدیثوں کے مطابق تو رمضان کے مہینے میں شیطان بھی جکڑ دیئے جاتے ہیں لیکن حیرت ہے کہ یہ کس قسم کے شیطان ہیں۔؟؟

(منیر احمد خادم)

قارئین کی خدمت میں ادارہ بدر کی جانب سے

عیدالفطر اور سال نو

کی بہت بہت مبارک پیش ہے۔

(ادارہ)

ضروری اعلان

صدرانجمن احمدیہ قادیان کے محکمہ نظامت تعمیرات میں ایک Civil Engineer کی تقرری مقصود ہے۔ اس اسامی پر کام کرنے والے انجینئر کو مبلغ 3120 روپے ماہوار بالمقطہ مشاہرہ ملے گا۔ جو احباب خدمت کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی سندات کی مصدقہ زیراکس کاپی اپنے صدر حلقہ وصدر عمومی / امیر / صدر جماعت مع صوبائی امیر کے توسط سے نظارت علیاء قادیان میں ایک ماہ کے اندر اندر یعنی 31-1-2000 تک بھجوا دیں۔ واضح ہو کہ درخواست کنندہ کو کسی سرکاری ادارہ یا یونیورسٹی سے سندیافتہ ہونا ضروری ہوگا۔ اس اسامی پر کام کرنے والے انجینئر کو قادیان میں فی الحال اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا ہوگا۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

انعامی مقالہ نویسی

درسی سال ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء کیلئے نظارت تعلیم صدرانجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے انعامی مقالہ نویسی کیلئے "قرآن نے دنیا کے علوم کو کیا دیا" کے عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مقالہ نگاروں کو یہ گائیڈ لائن دی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ عنوان کے تحت قرآن کریم میں مذکورہ علوم علم جغرافیہ، علم طبعیات، علم کیمیا، علم نجوم اور علم طبابت کے تعلق سے قرآنی آیات کے حوالہ سے اپنا مقالہ مرتب کریں۔

مقالہ میں اول۔ دوم۔ سوم آنے والوں کیلئے علی الترتیب ۱۵۰۰ روپے۔ ۱۰۰۰ روپے۔ اور ۵۰۰ روپے کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ حدیث نبوی اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهدِ اِلَى اللَّحْدِ۔ ترجمہ۔ تم علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لیکر قبر تک۔ یعنی ہر مسلمان کو پیدائش سے لیکر قبر میں جانے تک علم کے حصول کیلئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔ تحریری کام میں حصہ لینے سے انسان کے علم میں گراں قدر اضافہ ہوتا ہے۔ انگریزی کی ایک ضرب المثل میں یہ بات ٹھیک کہی گئی ہے۔

"Reading makes an informed man' writting makes a perfect man"

افراد جماعت سے گذارش ہے کہ وہ خود بھی قرآن مجید میں ان علوم کے بارے بغور مطالعہ کریں، اپنے بچوں کو بھی اس تحقیقی مضمون پر مقالہ لکھنے کی تحریک کریں۔ خود بھی اس مقابلہ میں شامل ہوں۔

شرائط مقالہ

☆۔ مضمون کم از کم ۱۰۰۰۰ الفاظ پر مستند ہونا چاہیے۔ جو عربی اُردو ہندی یا انگریزی زبان میں لکھا جا سکتا ہے۔

☆۔ مضمون میں حوالہ جات مستند اور سن کے ساتھ ہونے چاہئیں۔

☆۔ مقالہ خوشخط، صفحہ کے ۲/۳ حصہ میں تحریر کیا جائے۔

☆۔ مقالہ نظارت تعلیم میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔

☆۔ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہوں گے۔ کسی مقالہ نویس کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆۔ مقالہ میں حصہ لینے کیلئے کسی عمر کی قید نہیں ہے۔

مورخہ ۲۸/ فروری ۲۰۰۰ تک مقالہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بنام صدرانجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کیا جائے۔

(ناظر تعلیم صدرانجمن احمدیہ قادیان)

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے
علاج قادیان آکر کروانا ہوگا
Phone No : 01872-71152
حکیم عبدالحمید ملکانہ محلہ احمدیہ قادیان

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد
کی دعا تہجد اور نوافل میں کثرت سے پڑھنے کی تاکید

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۱۹ر نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹ر نبوت ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾۔
(سورة المائده آيت ٣٦)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور اسی کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

اسی آیت کے تعلق میں میں کچھ احادیث نبوی بیان کروں گا اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات۔ یہ مضمون گزشتہ دو تین خطبات سے جاری ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس خطبے میں اس مضمون کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

پہلی حدیث ترمذی کتاب صفة القيامة و الرقائق والورع سے لی گئی ہے۔ سهل بن معاذ بن انس الجُهَنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی خاطر (کچھ) دیا اور اللہ کی خاطر ہی روکا اور اللہ کی خاطر محبت کی اور اللہ کی خاطر دشمنی کی اور اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کروایا تو اُس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

پہلی دو باتیں تو واضح ہیں۔ لیکن اس طرف میں خصوصاً توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی خاطر کسی کا نکاح کر دیا یہ اس وقت جماعت کی اشد ترین ضرورت ہے کہ بچیوں کے نکاح کروائے جائیں اور اس نکاح نہ کروانے میں کئی قسم کی معاشرتی خرابیاں بھی حائل ہیں۔ بعض ماں باپ خود حائل ہو جاتے ہیں کیونکہ اپنی بچی کی کمائی سے وہ دوسرے بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں اور نکاح نہ کروانے کے ذمہ دار وہ خود ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی ایسی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے بچیاں دیر تک بیٹھی رہ جاتی ہیں اور خصوصاً ایسے ممالک میں جہاں نسبتاً رشتے کم ملتے ہیں، کفو کم ملتا ہے وہاں بہت دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تو اللہ کی خاطر نکاح کروائیں یہ ایک بہت نیکی کا کام ہے۔ اور آپ کو بھی دلی تسکین ہو گی اس بات سے کہ کسی بچی کی شادی میں آپ ذریعہ بن گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جب بچیوں کی شادی کا ذریعہ بنائے تو اسی کے ساتھ ہی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آپ کے لئے وسیلہ بنا دے۔

دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں اُنہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جس دن میرے سایہ کے علاوہ کوئی اَور سایہ نہیں ہو گا۔ (مشكوٰة ۔ كتاب الادب۔ باب الحب في الله و من الله)۔

اس حدیث میں یہ ذکر ضروری ہے کہ خدا کا سایہ تو ہوتا ہی کوئی نہیں۔ ماں باپ کا سایہ بھی ایک محاورہ ہے۔ یہ مراد تو نہیں کہ فلاں شخص اپنے ماں باپ کے سائے سے محروم رہ گیا کہ وہ ہمیشہ ماں باپ کے سایہ میں چلا کرتا تھا۔ یہ محاورہ ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے اوپر خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے۔ خدا کے سایہ سے مراد محض رحمت کا سایہ ہے تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ نہیں ہو گا، صرف اللہ کا سایہ ہو گا، اللہ کی رحمت کا سایہ ہمیں ڈھانپ لے۔

"حضرت سهل بن سعد الساعدی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب مَیں اُسے بجا لاؤں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی محبت کریں"۔ اب ان دونوں باتوں کا ایک ہی جواب ہے۔ "آپؐ نے فرمایا کہ دُنیا سے بے اعتناء ہو جا تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جا تو وہ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے"۔ (سنن ابن ماجه ۔كتاب الزهد)۔ یہ بہت ہی پیارا اور پُر حکمت جواب ہے یعنی پُر حکمت تو ساری باتیں ہوا کرتی ہیں مگر بعض دفعہ بعض باتوں کو کھولنا پڑتا ہے۔

دنیا سے بے اعتناء ہو جا۔ دنیا کی خواہش ترک کر دے تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے اعتناء ہو جاؤ تو وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ پہلے تھا اللہ تجھ سے محبت کرے گا۔ دنیا سے بے اعتناء ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور دنیا کی دولتوں سے بے پرواہ ہو کر سب کچھ خدا کے لئے حاضر کر دو تو اللہ کو تجھ سے محبت ہو جائے گی اور یہی حال بنی نوع انسان کا ہے۔ اگر ان کے مال میں تمہیں کوئی حرص نہ رہے تو وہ تجھ سے محبت کریں گے یہ طبعی اور قدرتی بات ہے۔ تو کسی کے اموال پر نظر نہ رکھنا اور دنیا کے اموال کو آنی جانی سمجھنا اور خدا کی خاطر دنیا کے مال کو ترجیح نہ دینا یہ اس حدیث کا مرکزی نکتہ ہے۔

"ابو موسیٰ اشعری رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے"۔ یہ ایکوئیشن (Equation) بالکل واضح اور کھلی کھلی ہے۔ جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ آخرت کے بدلے دنیا سے محبت کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں آخرت کا کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا کا نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔ تو یہ باتیں ایسی ہیں جو بہت یاد رکھنے والی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آخر پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ "پس تم باقی رہنے والی کو فنا ہو جانے والی پر ترجیح دو۔ (مسند احمد بن حنبل مسند الكوفيين)۔ دنیا نے تو فنا ہو جانا ہے، سب نے مر جانا ہے، سب کچھ ختم ہو جائے گا مگر ایک اللہ کی وجہ باقی رہے گی یعنی اللہ کی رضا باقی رہ جائے گی اس لئے فانی چیزوں سے محبت کا کوئی فائدہ نہیں۔

بخاری کتاب الایمان میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں، میزان میں بہت وزنی ہیں (اور) رحمٰن کے نزدیک بہت پیارے ہیں۔ (وہ کلمات یہ ہیں) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم"۔ (بخاری کتاب الایمان والنذر)۔ ان کلمات کے ساتھ ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا بھی وابستہ ہے اور اگر اس کو آپ حرزِ جان بنا لیں تو جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور لازماً ہر تہجد میں یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اپنی مرادیں مانگنے کے لئے نہایت ضروری دعا ہے۔ اس کے بغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وسیلہ نہیں بن سکتے اور اس کے بغیر دنیا اور آخرت کی منافعات سے آپ محروم رہ جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حدیث کے ذکر میں یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں "ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک سخت قسم کا قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہیٔ ملکِ بقاء ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔

جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس

طرح خداتعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے " سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ". (الہام ۱۸۸۰ء. تذکرہ صفحہ ۳۲،۳۱. مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو میں تو اس دعا کو ہمیشہ وردِ جان بناتا ہوں۔ آپ سب کو بھی میری یہ نصیحت ہے کہ جن کو تہجد کی توفیق ہے وہ ضرور یہ دعا پڑھا کریں اور اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ نہیں وَاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی آل محمد کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ملا دیا ہے اور بیچ میں عَلٰى کا صلہ بھی اڑا دیا گیا ہے۔ تو اس دعا کو جن کو توفیق ہو وہ تہجد میں پڑھا کریں اور جن کو تہجد میں اٹھنے کی توفیق نہیں وہ اپنے نوافل میں اس دعا کو باقاعدگی سے یاد رکھیں۔

بخاری کتاب التفسیر میں سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہونے کے بعد جب بھی آپؐ نماز پڑھتے تو اس میں ضرور یہ دعا مانگتے۔ اے ہمارے پروردگار تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں۔ اے میرے اللہ تو مجھے بخش دے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے لئے ہمیشہ جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کرتے تھے کہ ساری امت کو شامل رکھیں۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امت پہ بڑا بھاری احسان ہے کہ اپنے آپ کو مجھے معاف کر دے کی بجائے یہ عرض کیا کرتے تھے کہ ہمیں معاف کر دے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ زندۂ جاوید اور جاری و ساری دعا ہے اور آپ کا فیض ہمیں پہنچتا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

ابو داؤد کتاب الادب باب فی قبلة الجسد میں یہ حدیث درج ہے۔ "حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ بڑے باذاق آدمی تھے"۔ بہت طبیعت مزاح والی تھی اور بعض دفعہ زیادہ مزاح کرنے سے دل پہ داغ بھی لگ جایا کرتا ہے اس لئے ہر وقت مذاق کرنے کی عادت اچھی نہیں ہے مگر وہ بہر حال ایسا مذاق تو نہیں کیا کرتے ہونگے کہ لوگوں کے دل دکھیں۔ اچھے مذاق ہی کیا کرتے تھے مگر مذاق بہت کرتے تھے۔ اس پر ایک دفعہ ان کے بارہ میں روایت ہے کہ "ایک دن لوگوں میں بیٹھے ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھوئی"۔ کچھ تو اس لئے کہ اتنا زیادہ بھی نہیں مذاق کیا کرتے۔ کچھ اس خیال سے بھی شاید کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آگئے ہیں اب ادب کا تقاضا ہے کہ خاموش ہو جاؤ۔

تو بہر حال آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی بھی حسن نیت سے چھڑی چبھوئی۔ "اس پر وہ کہنے لگے حضور میں نے تو بدلہ لینا ہے۔ حضور نے فرمایا اچھا آؤ اور بدلہ لے لو۔ اس پر وہ کہنے لگے حضور آپؐ نے تو قمیص پہنی ہوئی ہے اور میں تو ننگے بدن ہوں۔ اس پر حضور نے بدلہ دینے کے لئے اپنی قمیص کو اوپر اٹھایا۔ یہ دیکھ کر اسید بن حضیر حضور سے لپٹ گئے اور جسد مبارک کے بوسے پر بوسے لینے لگے اور کہنے لگے حضور! میرا تو یہ مقصد تھا"۔ میں نے تو مرنے سے پہلے آپ کے جسم سے اپنے جسم کو ملنا تھا اور آپ کے جسد مطہر کے بوسے لینے تھے۔

اب ان احادیث کے بعد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"خداتعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے"۔ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق نہ ہوتے تو کبھی ایسی جماعت تیار نہیں کر سکتے تھے۔ بچپن سے آپ کو سچائی سے عشق تھا، سچائی کے مقابل پر ہر بڑی سے بڑی قربانی دیا کرتے تھے۔ اپنے ماں باپ کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے، اپنے بھائیوں کے خلاف گواہی دینی ہو تو گواہی دیتے تھے۔ کبھی ساری زندگی آپ نے غلط گواہی نہیں دی اور ایسا ہی وجود ہے جو لوگوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ جو سچائی پر قائم نہ ہو، جو مرد صادق نہ ہو وہ لوگوں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خداتعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھ دیتے ہیں کہ کچھ تقیہ کر لیا ہے۔ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟۔ کبھی نہیں۔ وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ لے کر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے۔ خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے۔ ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ قتل ہوں اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپ کو دیئے، آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لئے آپؐ مبعوث ہوئے تھے اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔

یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آ جاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر وہ جس کا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ خداتعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن. صفحہ ۴۰۲،۴۰۳)

پس یہ خیال کہ جنت میں جا کر ہم خدا سے محبت کریں گے یا خدا کی محبت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے یہ رومانی فرضی باتیں ہیں۔ جب تک اس دنیا میں اس محبت کا مزہ نہ کوئی چکھ لے اس کو آخرت کی محبت یا آخرت کی جنت کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ ہاں اللہ مالک ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کرے مگر بظاہر یہی اصول دکھائی دیتا ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "مدار نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جاوے۔ الہامات اور مکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے۔ مرنے کے وقت جو چیز انسان کی لذت دہ ہو گی وہ صرف خداتعالیٰ کی محبت اور اس سے صفائی معاملہ اور آگے بھیجے ہوئے اعمال ہونگے جو ایمان صادق اور ذاتی محبت سے صادر ہوئے ہونگے۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ" جو بھی اللہ کا ہو اللہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ "اصل میں جو عاشق ہوتا ہے آخر کار ترقی کرتے کرتے وہ معشوق بن جاتا ہے کیونکہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی توجہ بھی اس کی طرف پھرتی ہے"۔

اس ضمن میں ایک مشہور شعر ہے یہ میں اپنی طرف سے بیچ میں ملا رہا ہوں، مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں نہیں ہے کہ ؎

عشق اوّل در دل معشوق پیدا می شود — تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

کہ عشق پہلے معشوق کے دل میں سلگتا ہے۔ اگر شمع کی لو روشن نہ ہوتی تو پروانہ اس میں جلنے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ تو پہلے شمع جلتی ہے تو پھر پروانہ جلتا ہے۔ اسی طرح جن کو محبت ہو جائے ان کی محبت کے اثر سے ان کا معشوق ان کا عاشق ہو جاتا ہے۔ "آخر کار ہوتے ہوتے کشش سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور عاشق، معشوق کا معشوق بن جاتا ہے۔ جب جسمانی اور مجازی عشق و محبت کا یہ حال ہے کہ ایک معشوق اپنے عاشق کا عاشق ہو جاتا ہے تو کیا روحانی زندگی میں جو اس سے زیادہ کامل ہے ایسا ممکن نہیں کہ جو خدا سے محبت کرنے والا ہو آخر کار خدا اس سے محبت کرنے لگے اور وہ خدا کا محبوب بن جاوے"

(ملفوظات جلد سوم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۱۳۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور یہ وہ تحریر ہے جسے ہزار دفعہ بھی پڑھیں تو کبھی پرانی نہیں ہوتی۔ یہ ایسی زندہ تحریر ہے کہ جس کے متعلق میں یقین کے ساتھ بلاشبہ کہتا ہوں کہ آئندہ ساری نسلیں قیامت تک یہ تحریر پڑھیں گی تو ان کو یہ تحریر اس وقت بھی اسی طرح زندہ اور پائندہ دکھائی دے گی جیسے آج ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ فرماتے ہیں:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں؟"۔ (کشتی نوح صفحہ ۳۰)

(گرم پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا" میں ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا مگر پینا ضروری ہو گیا ہے۔ لوگوں کا اصرار بہت ہے مگر ضرورت سے زیادہ اپنے نمبر بنانے کے لئے مجھے خط بھی زیادہ لکھتے ہیں بہت مزہ آیا آپ کے پانی پینے کا۔ پانی پینا تو گلے کی خشکی دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں مزہ کس بات کا آ رہا ہے آپ کو۔ اس لئے لکھنا چھوڑ دیں پلیز۔ میں جب پانی کی ضرورت ہوگی آپ ہی پی لیا کروں گا۔ تو اس وجہ سے اپنے نمبر بنانے بند کر دیں۔ جزاکم اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں ہیں، وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)

یہ جو خداتعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا ہے اس پر یقین کامل انسان کو تمام مراتب بخش سکتا ہے پس جتنا بھی

ارشاد نبویؐ

خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان-248-1652, 248-5222

رہائش-243-0794, 27-0471

غور کریں آپ کو سمجھ آئے گی کہ اللہ کو قادر سمجھنا بہت ضروری ہے۔

”اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری رُوح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک رُوح اور ہر ایک ذرّہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا“۔ یہاں ذرہ ذرہ سجدہ کرنے والا مضمون ہے یہ جن دلوں پہ یہ کیفیت طاری ہو ان ہی کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ سجدہ میں ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ جیسے ساری کائنات خدا کے حضور جھک گئی ہے اور ذرہ ذرہ اپنے وجود کا نہیں گویا ساری کائنات کا وجود سجدہ ریز ہے۔ پس فرماتے ہیں اس کے بعد۔ ”ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا“۔ تو ہر ذرہ مخلوقات کا جس سے ظہور پذیر ہوا وہ ہر ایک ذرہ اسی کو سجدہ کرتا ہوگا۔ اسی سے میں نے یہ مضمون نکالا ہے کہ اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ ساری کائنات اللہ کے حضور سجدہ ریز ہے۔

”اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے، نہ اس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا، احسان والا، اس کے سوا کوئی اَور خدا نہیں“۔

(نسیم دعوت صفحہ ۳ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں“۔ لعل ایک ہیرے کی قسم ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ ”وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اُس نے مامور کیا ہے کہ مَیں دنیا کو اس لعلِ تاباں کے حصول کی راہ بتادوں۔ اس راہ پر چل کر مَیں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرلے گا اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے“۔

اب اللہ تعالیٰ کی محبت بظاہر تو لوگ آسان سمجھتے ہیں مگر اس کے درمیان ایک ایسا مسئلہ حائل ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے تجربہ سے محسوس کیا ہے۔ ”فلاسفر جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے“۔ یہ قرآن کریم کی مختلف آیات میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ذکر موجود ہے کہ کائنات پر غور کرو تمہیں سمجھ آئے گی کہ اس کا بنانے والا کوئی ہونا چاہئے۔ مگر چاہئے تک رہ جاتا ہے معاملہ۔ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”مگر مَیں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۶)۔ اب فلسفی لاکھ بحث کرے جس کو خدا حاصل ہو جائے اس کے اوپر کوئی دلیل دنیا کی کام نہیں کرتی۔

”تم ذاتی محبت خرید لو اور اپنے اندر وہ قلق، وہ سوزش، وہ گداز، وہ رقت پیدا کرو جو ایک عاشق صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارے پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔ بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ۔ بھلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجھ پر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دے۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کرلو جیسے ایک ماں کو اپنے بچے سے ہوتی ہے۔ ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں بچے سے محبت کرتی ہے اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے۔ دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جوں جوں رات زیادہ ہوگی اور اندھیرا بڑھتا جاوے گا اسکی حالت دگرگوں ہوتی جاوے گی گویا زندہ ہی مر گئی ہے۔ مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے“۔

یہ آپ میں سے ہر ایک کو تجربہ ہوا ہوگا کہ پیارا بچہ یا بھائی وغیرہ کسی رش میں کچھ دیر کے لئے بھی، تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو جائے تو انسان کے اوپر کیسی کیفیت ہوتی ہے، ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ جب تک وہ بچہ مل نہ جائے اس وقت تک آپ تصور نہیں کر سکتے کہ انسان کس قسم کی دنیاوی جہنم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کابل کے سفر کے دوران میں اپنی بچی فائزہ کی انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے جا رہا تھا اور کابل میں تو خاص طور پر بچے اغوا بھی ہو جاتے ہیں اس لئے بہت ضرورت تھی۔ اچانک اس نے کوئی چیز دیکھنے کے لئے میری انگلی چھڑائی اور بھاگ کر کسی طرف چلی گئی۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ وہ وہیں کھڑی رہی ادھر ادھر نہیں گئی۔ میں اپنے خیال میں آگے نکل گیا۔ پھر جب دیکھا کہ وہ نہیں ہے تو میں جانتا ہوں جو میری اس وقت حالت تھی۔ ناقابل بیان عذاب میں مبتلا تھا لیکن جب واپس پہنچ کر دیکھا کہ وہ بچی وہیں کھڑی ہے تو اس کا ہاتھ میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے تجارب کو ذاتی طور پر جانتے تھے کیونکہ سچی محبت تھی اور اس محبت کے نتیجہ میں ضروری نہیں کہ ایسے تجربے کسی کو پیش آئیں۔ ایسے شخص کی ہر تجربے پر نظر رہتی ہے۔

”مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو۔ پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے۔ سارے رسول خدا تعالیٰ کو اس لئے پیارے نہ تھے کہ ان کو الہامات ہوتے تھے ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کھولے گئے ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوت سے اس کی ولایت افضل ہے“۔

اب ولایت کا ذکر تو نچلے نمبر پہ آتا ہے، سب سے آخری نمبر ہے ولی کا مگر کن معنوں میں کہتے ہیں کہ ولایت افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا سے محبت ہوتی ہے۔ خدا کا ولی ہوتا ہے تو خدا اس کو اپنا معشوق بناتا ہے۔ نبی بننے سے پہلے خدا تعالیٰ کی سچی محبت دل میں ہونی ضروری ہے۔ اسی کو ولایت کہتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقعی دوسرے درجہ کا ولی نبی سے افضل ہوتا ہے یہاں ولایت ان معنوں میں ہے کہ اس کو اللہ سے محبت ہو تو وہ محبت اس کو نبی بنانے پر منتج ہو جاتی ہے۔ ”اسی لئے ہم نے اپنی جماعت کو بارہا تاکید کی ہے کہ تم کسی چیز کی بھی ہوس نہ رکھو۔ پاک دل اور بے طمع ہو کر خدا کی محبت ذاتی میں ترقی کرو۔ جب تک ذاتی محبت نہیں تب تک کچھ بھی نہیں“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۳۵،۱۳۶)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ”اے سُننے والو سنو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اُس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں، جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے“۔

اب یہ ”وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود قریب ہونے کے“۔ یہ بعض دوسرے مذاہب کے جو اہل اللہ تھے انہوں نے بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور ایسی باتیں ہیں جو سمجھ نہیں آسکتیں بظاہر۔ وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے اور دور اتنا ہے کہ کوئی انتہا اس کو پا نہیں سکتی۔ کسی مذہب کی پہنچ اس کی انتہا کو پا نہیں سکتی۔ پس یہ کیسے ممکن ہے؟ اس لئے کہ وہ خالق ہے اور خالق نے اپنے جیسی کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ اگر خالق اپنے جیسی مخلوق پیدا کرتا تو وہ بھی پھر خالق ہوتی۔ پس ناممکن ہے کہ خالق کی مثل کوئی ہو۔ وہ بے مثل ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں 'وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے“۔ جب کہتے ہیں ناخدا کو دیکھا تو یہ اہل کشف پر خدا کا تمثّل ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جیسے وجود کو تو دیکھ سکتا ہے، خدا کو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تو وہ جو سچے لوگ ہیں ان پر خدا بندے کی صورت میں بعض دفعہ ظاہر ہوتا ہے۔ ”مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اَور بھی ہے۔ وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شے کا“۔

”جامع ہے تمام طاقتوں کا“۔ اس کی آسان اردو تو یہ ہے کہ سب طاقتیں اس میں جمع ہیں۔ اور ”مبدء ہے تمام فیضوں کا“۔ ہر فیض اسی سے پھوٹتا ہے ”اور مرجع ہے ہر ایک شے کا“ اور ہر چیز اسی کی طرف واپس لوٹتی ہے۔ ”اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔ اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اُس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اُسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے“۔

اب خدا ہی سے خدا کی راہ تلاش کی جاتی ہے یہ بظاہر الجھن والا مسئلہ ہے کہ جس کو پایا نہیں اس سے پھر اس کی راہ ڈھونڈیں گے۔ تو دراصل خدا بندے پر اس دنیا میں درجہ بدرجہ اس طرح ظاہر ہوتا رہتا ہے کہ جس راہ پر وہ چلتا ہے وہی راہ آخر خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ محاورہ ہے ہر سڑک روم تک جاتی ہے۔ یہ تو یونہی محاورہ ہی ہے کہاں سب سڑکیں روم تک جاتی ہیں۔ کئی لوگوں نے تو خواب میں بھی روم نہیں دیکھا ہوا مگر اللہ تک ہر سڑک پہنچاتی ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وہ لوگ جو ہماری راہ کی تلاش کرتے ہیں، ہمیں ڈھونڈتے ہیں ہم خود اپنی راہیں اس کو دکھاتے ہیں۔ تو اس طرح گویا ہر چلنے والے کی راہ خدا ہی کی طرف جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں کہ اس سے اس کی راہ تلاش کرو یہ ایک فرضی بات نہیں واقعۃً خدا کی مرضی اور خدا کے فیض کے بغیر اس کی کوئی راہ نہیں مل سکتی مگر ہر چلنے والا مختلف مقام پر ہوتا ہے اور جس مقام پر بھی وہ سفر خدا کی طرف شروع کرتا ہے بالآخر مرنے سے پہلے خدا اس کو اپنے تک پہنچا دیتا ہے۔

”وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے“۔ اب یہ بھی ایک مسئلہ ایسا ہے جو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جھوٹے لوگوں کی خوابوں میں بھی ایک عالم دکھائی دیتا ہے لیکن وہ عالم فرضی ہوتا ہے اس کو نور سے کیسے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ لیکن سچے آدمی کی رؤیا سچی ہوتی ہے اور وہ عالم جو رؤیا میں دیکھتا ہے وہ بھی سچا ہوتا ہے چنانچہ جو رویائے صالحہ غیب کی خبریں بتاتی ہیں ان کی یہی مثال ہے۔ اگر انسان سچا ہو تو اس کی خوابیں بھی سچی ہونگی اور ان کے سچے ہونے کی علامت ایسی ہے جو ہر دوسرے شخص کو نظر آتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں یہ ہونے والا ہے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس زمانہ تک اس میں کیا ہوگا۔ جیسا کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رؤیا اور کشوف میں ذکر ملتا ہے ایسے زمانوں کا جن کا آغاز بھی مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نہیں ہوا تھا مگر آپ نے ان کی پیشگوئیاں کیں اس لئے کہ آپ سچے تھے اور سچے کے کشوف ضرور سچے نکلتے ہیں۔ آپ نے اس وقت یہ پیشگوئی کی کہ ”زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار“۔ جبکہ زار انگلستان کی ملکہ کے مقابل پر، انگلستان کے بادشاہ کے مقابل پر دنیا کا عظیم ترین بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت ۱۹۰۵ء میں آپ کا یہ پیشگوئی کرنا کہ ”زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار“ بہت حیرت انگیز بیان ہے۔ ”بھی ہوگا“ پہ غور کریں کہ ایسا انقلاب آنے والا ہے روس پر کہ زار شاید رہے ہی نہ اور اگر ہوگا بھی تو حالت زار میں ہوگا۔ زار کا حالتِ زار میں ہونا یہ فصاحت و بلاغت کا بھی ایک نشان ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ دنیا کے سب اخباروں میں زار کی تباہی کی خبر اسی فقرہ کے ساتھ شروع ہوئی، اسی فقرہ پر ختم ہوئی کہ زار کی حالت زار۔ اردو میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں زار کی حالت زار۔ انگریزی میں بھی اس کا متبادل استعمال ہوتا تھا اور ہر دنیا کی زبان میں اسی کا متبادل استعمال کیا گیا کہ زار کی حالتِ زار۔ بڑا دردناک واقعہ ہے مگر میں اس کی تفصیل چھوڑتا ہوں۔ وقت تھوڑا ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جیسا کہ خواب میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اب وہ عالم جو پیدا کرتا ہے خدا وہ واقعۃً سچا عالم ہوتا ہے لیکن سچوں کو دکھایا جاتا ہے، جھوٹوں کو جو عالم دکھایا جاتا ہے وہ عالم ہی جھوٹا ہوتا ہے ان کی طرح۔ ”اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلاتا ہے“۔ فانی سے مراد یہ ہے کہ جو فنا ہونے والا ہے آئندہ کے زمانے میں اور معدوم جو اب غائب ہو چکا ہے۔ تو رؤیا اور کشوف کے ذریعہ ماضی کی خبریں بھی دی جاتی ہیں اور مستقبل کی خبریں بھی دی جاتی ہیں۔ ”پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اُس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں“۔

”سب کچھ کر سکتا ہے“ پہ آریہ لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ خدا اپنے آپ کو مار بھی سکتا ہے؟ تو خدا ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس کی شان کے خلاف ہے کہ اپنے آپ کو مارے۔ اس کی صفت، صفت سے ٹکراتی نہیں، کوئی تصادم نہیں ہے۔ اس کی بنائی ہوئی کائنات میں بھی کوئی تصادم نہیں تو اس کی صفات میں کیسے تصادم ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ محض جاہلوں کی شوخیاں ہیں کہ اگر وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اپنے آپ کو کیوں نہیں مارتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ شے میں مضمون صرف چیز نہیں بلکہ شَاء سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے چاہنا۔ وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ ”بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں“۔ یہ فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ ”یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں“۔ مواعید میں وہ خوشخبریاں ہیں جو انبیاء کو دی جاتی ہیں۔ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ بھی ان میں سے ہے۔ اور اس میں وہ پھر کبھی بھی ان باتوں کو انہونی نہیں رہنے دیتا وہ لازماً کر کے دکھاتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو چاہتا ہے وہ ضرور کر کے دکھاتا ہے۔ مگر جو اس کے ڈراوے ہیں ان پر ضروری نہیں کہ وہ عمل کرے۔ وہ ڈراوے جو ہیں وہ توبہ، استغفار سے ٹالے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یونسؑ کی قوم کے مواعید ٹال دیئے گئے۔ تو وہ اپنی خوش خبریوں کو نہیں ٹالتا مگر اپنے انذار کو ضرور ٹال سکتا ہے۔ ”اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقانِ مجید نے کھولا ہے“۔ (الوصیت صفحہ ۱۴ تا ۱۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اِعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے“۔ یعنی ان باتوں کی وجہ سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ ”دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے“۔ (نسیم دعوت صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں یاد رکھو کہ ”جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا“۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۰، ۱۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی“۔ (سراج منیر صفحہ ۸۲)

پھر فرماتے ہیں: ”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں“۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۱)

اب میں اقتباسات کو مختصر کرتا ہوں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے، یہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے ہمارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسے یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح بن مریم اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اجمعین. وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“۔ (اتمام الحجۃ صفحہ ۳۶)

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather

Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.

19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

GUARANTEED PRODUCT

NEVER BEFORE

THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT

A TREAT FOR YOUR FEET

Soniky

HAWAI

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd

4,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

☎ 54310

STAR

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم   گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

(نویں قسط)

کلمہ پڑھنے پر توہینِ رسالت کا مقدمہ

فتح پور ضلع سانگھڑ سندھ کا ایک احمدی نوجوان انیس الرحمٰن ولد اختر علی جس کی عمر ۱۶ سال ہے اور تعلیم میٹرک ہے شہداد پور میں ایک دوکان پر سلائی کڑھائی کا کام کرتا ہے۔ اس کے والد اختر علی صاحب فتح پور میں زمینداری کا کام کرتے ہیں۔ ایک شخص جس کا نام محمود علی ہے لمبی داڑھی رکھی ہوئی ہے اور ٹنڈو آدم کے مولوی احمد میاں حمادی کے پرانے شاگردوں میں سے ہے۔ اس شخص کی بانس بازار شہداد پور میں پان سگریٹ کی دوکان ہے۔ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۹۷ء کو یہ شخص محمود علی انیس الرحمان کی دکان پر آیا اور جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں پوچھا۔ باتوں باتوں میں اس نے انیس سے کہا کہ تمہارا کلمہ اور ہے تم لوگ "محمد" کی بجائے "احمد" پڑھتے ہو۔ انیس الرحمٰن نے کلمہ سنا دیا۔

تین دن بعد محمود علی تین مولویوں کو ساتھ لے کر آیا تا کہ گواہی حاصل کی جاسکے اور آتے ہی دوبارہ کلمہ کی بات چھیڑ دی۔ انیس الرحمٰن نے پھر کلمہ لاالہ الا اللہ محمَّدٌ رَّسُولُ اللہ سنا دیا۔ یہ سنتے ہی ان لوگوں نے بازار میں شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ مسلمانوں والا کلمہ پڑھتا ہے اور اس سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ وہ پولیس کے پاس فریاد لے کر پہنچے اور انیس الرحمٰن کے خلاف پرچہ درج کرنے کا مطالبہ کیا۔ مگر پولیس نے مقدمہ درج نہ کیا۔ ایک ہفتہ کی کوششوں کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ پولیس مقدمہ درج نہیں کر رہی تو وہ اکٹھے ہو کر سب ڈویژنل مجسٹریٹ کے پاس پہنچے۔ SDM نے انچارج تھانہ کے نام خط لکھا کہ دیکھو شہر کے حالات خراب نہیں ہونے چاہئیں۔

مولویوں نے شہر میں جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا تا کہ انتظامیہ پر دباؤ ڈالا جاسکے۔ چنانچہ مولوی احمد میاں حمادی کی قیادت میں شہر میں جلوس نکالا گیا جس میں ۱۵۰ تا ۲۰۰ مدرسے کے طالبعلم شامل تھے۔ آخر پولیس نے انیس الرحمٰن کے خلاف ایک مقدمہ نمبر ۹۲ تھانہ شہداد پور میں زیر دفعات 34-506/2، 295/A، 295/C، 298/B اور 298/C نیز 13DA تعزیرات پاکستان کے تحت مورخہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۹۷ء کو درج کر دیا۔

محمود علی نے اپنی تحریری درخواست میں حقائق کو پس پشت ڈال کر ایک نئی کہانی کو جنم دیا ہے۔ اس نے لکھا:

"میری بانس بازار شہداد پور میں پان سگریٹ کی کیبن ہے۔ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۹۷ء تقریباً تین بجے انیس الرحمٰن ولد اختر احمد قادیانی میرے پاس آیا اور کہا کہ ہم مسلمان ہیں آپ ملاؤں نے ہمیں خواہ مخواہ بدنام کیا ہے۔ ہم سچے مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھ کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ میرے گاؤں چلو جہاں ہماری مسجد میں ڈش لگی ہوئی ہے جس میں تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ہمارا لندن سے پروگرام آتا ہے یہ آپ کو دکھائیں گے تو پتہ چلے گا کہ صحیح مسلمان کون ہے۔ ہم نے آپ جیسے لاکھوں مسلمانوں کو قادیانی کیا ہے۔ میں نے اس کو سختی سے منع کیا اور کہا کہ تم قادیانی کافر ہو۔ پاکستان میں قادیانیت پر پابندی ہے۔ تم ہمارے اسلامی شعائر استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ باز نہ آیا اور تلخ کلامی کرتا رہا جس سے میرے مذہبی جذبات مجروح ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے ٹیلر ماسٹر عبدالرشید جس کے پاس وہ کام کرتا تھا کو بتایا کہ لڑکا قادیانی ہے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اس لئے اسے دکان سے نکالا جائے۔ اس نے قادیانی لڑکے کو دکان سے نکال دیا۔

دوسرے دن ۱۹؍اگست ۱۹۹۸ء کو تقریباً دس گیارہ بجے دن انیس الرحمٰن دو نامعلوم افراد کے ساتھ موٹر سائیکل پر سوار میری کیبن پر آیا۔ موٹر سائیکل چلانے والے کا منہ کپڑے سے چھپا ہوا تھا۔ دوسرے شخص کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ تمہیں جو کچھ کرنا ہے کر لو اب ہماری باری ہے ہوشیار رہنا۔ تمہیں ضرور مزہ چکھائیں گے۔ ان کے ہاتھ میں کپڑے میں لپٹا ہوا چھوٹا سا اسلحہ تھا اس سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس کو اچھی طرح چلانا جانتے ہیں اور اس طرح خوفناک دھمکی دیتے ہوئے چلے گئے۔ میں نے یہ سب حقیقت شہر کے علماء حضرات کو بتائی ایسی درخواست بالا افسران کو کی اب حاضر ہو کر فریاد کرتا ہوں کہ اس کی جانچ پڑتال کی جائے"۔

چنانچہ انیس الرحمٰن پر مذکورہ بالا دفعات کے تحت ایک مقدمہ درج ہو گیا۔ چونکہ مقدمہ میں دفعہ 295/A بھی لگائی گئی تھی اس لئے مقدمہ انسداد دہشت گردی کی کورٹ میں بھیج دیا گیا۔ اس مقدمہ کا پروپیگنڈا اخبارات میں بڑے زور شور سے کیا جارہا ہے۔

احمدی صوبائی وزیر اور حضرت امام جماعت احمدیہ پر توہینِ رسالت کا مقدمہ

۱۹۹۶ء کے آخر میں سندھ کی نگران حکومت نے ایک احمدی کنور ادریس صاحب کو صوبہ سندھ کی کابینہ میں شامل کر لیا۔ کنور ادریس صاحب کے احمدی ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف ملاؤں نے طوفان بدتمیزی برپا کر دیا اور جگہ جگہ جلسے اور جلوس نکال کر ہڑتالیں کروا کے حکومت پر دباؤ ڈالا کہ احمدی وزیر کو برطرف کیا جائے۔

مورخہ ۹؍دسمبر ۱۹۹۶ء کو مختلف مذہبی تنظیموں نے مل کر ان کے خلاف کراچی میں ایک ریلی کا اہتمام کیا جس میں چار سو کے لگ بھگ لوگ شامل ہوئے زیادہ تر دینی مدرسوں کے طلبہ تھے۔ ان میں مختلف مولویوں نے تقاریر کیں اور کہا کہ ہم ۱۴؍دسمبر ۹۶ء بروز ہفتہ تک حکومت کو مہلت اور آخری الٹی میٹم دیتے ہیں کہ قادیانی وزیر کو ہٹایا جائے بصورت دیگر ہم ہفتہ کو کراچی سے خیبر تک ہڑتال کریں گے۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں سے لے کر بڑے سے بڑے شہر تک کاروبار بند رہے گا۔ ہم ہڑتال کریں گے اور ناکامی کی صورت میں ہڑتال کے بعد قادیانیوں کی عبادتگاہوں کا گھیراؤ اور جلاؤ کیا جائے گا۔ ان کی مساجد کو مساجد نہیں رہنے دیں گے۔ گنبد گرادئے جائیں گے اور عبادتگاہوں کو مسمار کر دیا جائے گا۔ قادیانی واجب القتل ہیں۔ انہیں قتل کرنا ثواب کا کام ہے۔ ہم نے جس طرح ۱۹۶۵ء کی جنگ میں سینوں پر بم باندھے تھے آج قادیانیوں کے خلاف باندھیں گے۔

چنانچہ ۱۵؍دسمبر کے نوائے وقت لاہور نے ہڑتال کے بارہ میں خبر دیتے ہوئے لکھا:

"مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں شامل تیس سیاسی و مذہبی جماعتوں اور ٹرانسپورٹروں کی اپیل پر ہفتہ کو سندھ کی نگران کابینہ میں قادیانی وزیر کنور ادریس کی تقرری کے خلاف عام ہڑتال ہوئی۔ تمام صنعتی، تجارتی اور کاروباری مراکز، بازار، دوکانیں اور ٹرانسپورٹ بند رہی۔"

روزنامہ جسارت اپنی ۱۵؍دسمبر ۹۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"انجمن نوجوانان اسلام کے مرکزی صدر طارق محبوب نے کہا ہے کہ سندھ میں ایک قادیانی کو وزیر بنانے کے خلاف ۲۰؍دسمبر کو ملک گیر یوم احتجاج منایا جائے گا اور جمعہ کی نماز کے بعد مظاہرے کئے جائیں گے۔ ملتان میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نگران حکومت نے ایک قادیانی کو وزیر بنا کر آئین سے انحراف کیا ہے۔"

روزنامہ امن کراچی اپنی ۱۵؍دسمبر ۹۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"مولانا محمد سلیم قادری کی زیر صدارت سنی تحریک کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ قادیانی وزیر کی برطرفی تک سنی تحریک کا احتجاج جاری رہے گا"۔

اس دباؤ کے باوجود سندھ کی حکومت نے ان کی دھمکیوں کا نوٹس نہ لیا اور محترم کنور ادریس صاحب اپنے فرائض منصبی کو بطریق احسن بجالاتے گئے۔

مورخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۹۷ء کو روزنامہ جنگ کے بعض نامہ نگاروں نے کنور ادریس صاحب سے انٹرویو لینے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ یہ انٹرویو اخبار جنگ کراچی کی ۳۱؍مارچ ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں شائع ہو گیا اور اسی انٹرویو میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کا کنور ادریس صاحب کے نام کابینہ میں تقرری کے موقع پر مبارکباد کے خط کا عکس بھی شامل تھا۔ اس انٹرویو میں پاکستان کی سیاسی اور اقتصادی صورتحال پر تبصرہ کے علاوہ مکرم کنور ادریس صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد الزامات کی تردید کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی احمدیوں کی وطن سے وفاداری ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے اور انہوں نے اس ملک کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اور جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ آپ نے سر محمد ظفر اللہ خانصاحب کی ملک کیلئے خدمات جلیلہ کا بھی ذکر کیا اور ڈاکٹر عبدالسلام کی حب الوطنی کا بھی تذکرہ کیا۔

بھلا ان حقیقتوں کو ملاں کا ذہن کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ ان کے نزدیک تو دستور یہ بن چکا تھا کہ احمدی چونکہ اقلیت میں ہیں ان کے خلاف جو مرضی الزام تراشی کی جائے ان کو بولنے یا تردید کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ لہٰذا سندھ کے مولوی احمد میاں حمادی جس نے احمدی مسلمانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرنے کا کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے نے

اس انٹرویو اور حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کے خط کی بنا پر ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ میں کنور ادریس صاحب اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کے خلاف FIR درج کرانے کی کوشش کی مگر مقدمہ درج نہ ہونے پر اس نے درخواست سول جج ٹنڈو آدم کی عدالت میں داخل کر دی۔

درخواست میں ملاں احمد میاں حمادی نے لکھا کہ :-

......مدعی ملک کا امن پسند شہری ہے اور صوبہ سندھ کی مجلس عمل ختم نبوت کا صوبائی کنویز ہے۔ ٹنڈو آدم جامع مسجد ختم نبوت میں خطیب ہے۔

......دونوں ملزم قادیانی ہیں اور مرزا غلام احمد کے پیروکار ہیں جو نبی کہلاتا تھا اور اس کے پیروکار رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین قرار نہیں دیتے۔

......ملزم نمبر دو یعنی کنور ادریس کو سندھ کی نگران کابینہ میں بطور وزیر لیا گیا اور اس کا انٹرویو اخبار جنگ کراچی میں مورخہ ۳۱ر مارچ ۱۹۹۷ء کو شائع ہوا۔ اس میں اس نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کا پیروکار ہے اور کابینہ میں تقرری کے موقع پر اس نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر احمد کو لندن میں خط لکھا تھا جس کا جواب مرزا طاہر احمد نے دیا اور وہ بھی جنگ کی مذکورہ اشاعت میں شامل ہے۔

......اس خط میں شعائر اسلام استعمال کئے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی پانچویں سورت کی آیت نمبر ۲ "تعاونوا علی البرّ و التقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم و العُدوان" استعمال کی گئی ہے۔

......یہ کہ غیر مسلموں کے لئے شعائر اسلام کے استعمال پر پابندی ہے۔ یہ مرزا طاہر احمد نے اپنے خط میں شعائر اسلام کو استعمال کر کے اور ملزم نمبر دو کنور ادریس نے اس کو اخبار میں شائع کروا کر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کی خلاف ورزی کی ہے اور نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم لکھ کر اور ملزم نمبر دو نے شائع کروا کے خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے جو دفعہ ۲۹۸۔سی کے مطابق جرم ہے۔ نیز سورت نمبر ۵ کی آیت ۲ کو خط میں استعمال کر کے اور ملزم نمبر ۲ نے اسے شائع کروا کے توہین قرآن کے مرتکب ہوئے ہیں جو دفعہ ۲۹۵۔بی کے تحت جرم ہے۔

نیز حمد اور درود شریف پر مشتمل الفاظ نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم لکھ کر اور شائع کروا کر دفعہ ۲۹۵۔سی کے تحت جرم کیا ہے کیونکہ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ، رسول اللہ، محمد رسول اللہ اور آخری نبی کہتے ہیں۔

ملاں حمادی نے اپنی اس درخواست میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے جو ماہانہ ریویو کے صفحہ ۱۸۷ پر درج ہے لکھا کہ سپریم کورٹ نے رولنگ دی ہے کہ اگر کوئی قادیانی "محمد رسول اللہ کے الفاظ بیجز یا بینر پر لکھے گا تو وہ دفعہ ۲۹۵۔سی کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔ ملاں حمادی نے لکھا کہ محمد رسول اللہ اور رسول کریم کا مفہوم اور مطلب ایک ہی ہے نیز یہ کہ بیجز اور بینرز پر لکھنے کا مطلب نمائش کرنا ہے۔ اس نے مزید لکھا کہ میں نے جامع مسجد ٹنڈو آدم میں ملزمان کے ان جرائم کا تذکرہ کیا جس کو سن کر اور اردو اخبار جنگ کی ۳۱ر مارچ ۹۷ء کی اشاعت میں مندرج مضمون کو ملاحظہ کر کے حافظ محمد حسین اور علی نواز میرے پاس آئے اور اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ملزمان انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر دفعہ ۲۹۸۔سی، ۲۹۵۔بی اور ۲۹۵۔سی تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہیں اس لئے درخواست ہے کہ عدالت ان مذکورہ دفعات کے تحت ملزمان پر مقدمہ چلائے۔

اس پر سپرنٹنڈنٹ پولیس سانگھڑ نے ضلعی مجسٹریٹ کے نام ایک خط نمبر ۹۷/ ۴۷-۶۱۷۳ لکھا جس میں ملاں حمادی کی درخواست اور دیگر کاغذات بھجوا کر اس سے کہا گیا کہ ڈسٹرکٹ اٹارنی کی رائے معلوم کی جائے کہ اس کیس میں کونسی دفعات لگتی ہیں۔ سید نور علی شاہ ڈسٹرکٹ اٹارنی سانگھڑ نے بذریعہ چٹھی DA/۱۰۶/۱۹۹۷ مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۹۷ء کو جواب دیا کہ ان کی رائے میں تمام دفعات جن کا درخواست میں ذکر ہے لاگو ہوتی ہیں۔ اس طرح محترم کنور ادریس صاحب اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ) کے خلاف زیر دفعات ۲۹۸۔سی، ۲۹۵۔بی اور ۲۹۵۔سی اور زیر دفعہ ۳۴ مقدمات قائم کئے گئے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۴ کے مطابق اگر ایک جرم میں ایک سے زیادہ اشخاص ملوث ہوں اور ان سب کا مقصد ایک ہی ہو تو ان میں سے ہر شخص کو اس جرم کی سزا ایسے ملے گی کہ جیسے اس اکیلے نے وہ جرم کیا ہو۔

اس مقدمہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستانی احمدی مسلمانوں کے دلوں پر، جو رات دن خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہیں اور رسول کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، کیا بیت رہی ہے!۔ ان کے شب و روز کس طرح گزر رہے ہیں! اور ایسا ظلم اگر ایسی جماعت کے سربراہ پر ہو رہا ہو تو پاکستان کا کوئی احمدی بھی ان شیطانی مولویوں کے شر سے محفوظ کیسے رہ سکتا ہے!!۔

اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل افراد کو اخراج نظام جماعت کی سزا دی ہے۔

۱-ٹی کے محمد کٹی آف کالکولم کیرالہ
۲-ٹی-کے منصور احمد آف کالکولم کیرالہ
۳-ٹی-کے سلینہ آف کالکولم کیرالہ

(ناظر امور عامہ قادیان)

درخواست دُعا

☆۔راجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مبارک احمد صاحب گنائی رشی نگر اپنی دینی دنیوی ترقیات مشکلات کے ازالہ اور افضال الٰہی کے نزول کیلئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆ مکرم وائی اے محمد صاحب اڑیسہ کی بچی بعمر ۲ سال کی آنکھ میں لکڑی لگ گئی ہے کامل شفایابی اور آنکھ کے ہر قسم کے عارضہ سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

☆ مکرم مولوی مظفر احمد خان صاحب معلم وقف جدید علاقہ ملکانہ بچاس روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے نیک صالح اولاد نرینہ اور اہلیہ کی صحت و عافیت اور خدمت دین کی احسن رنگ میں توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ظہیر احمد خادم۔ منیجر بدر)

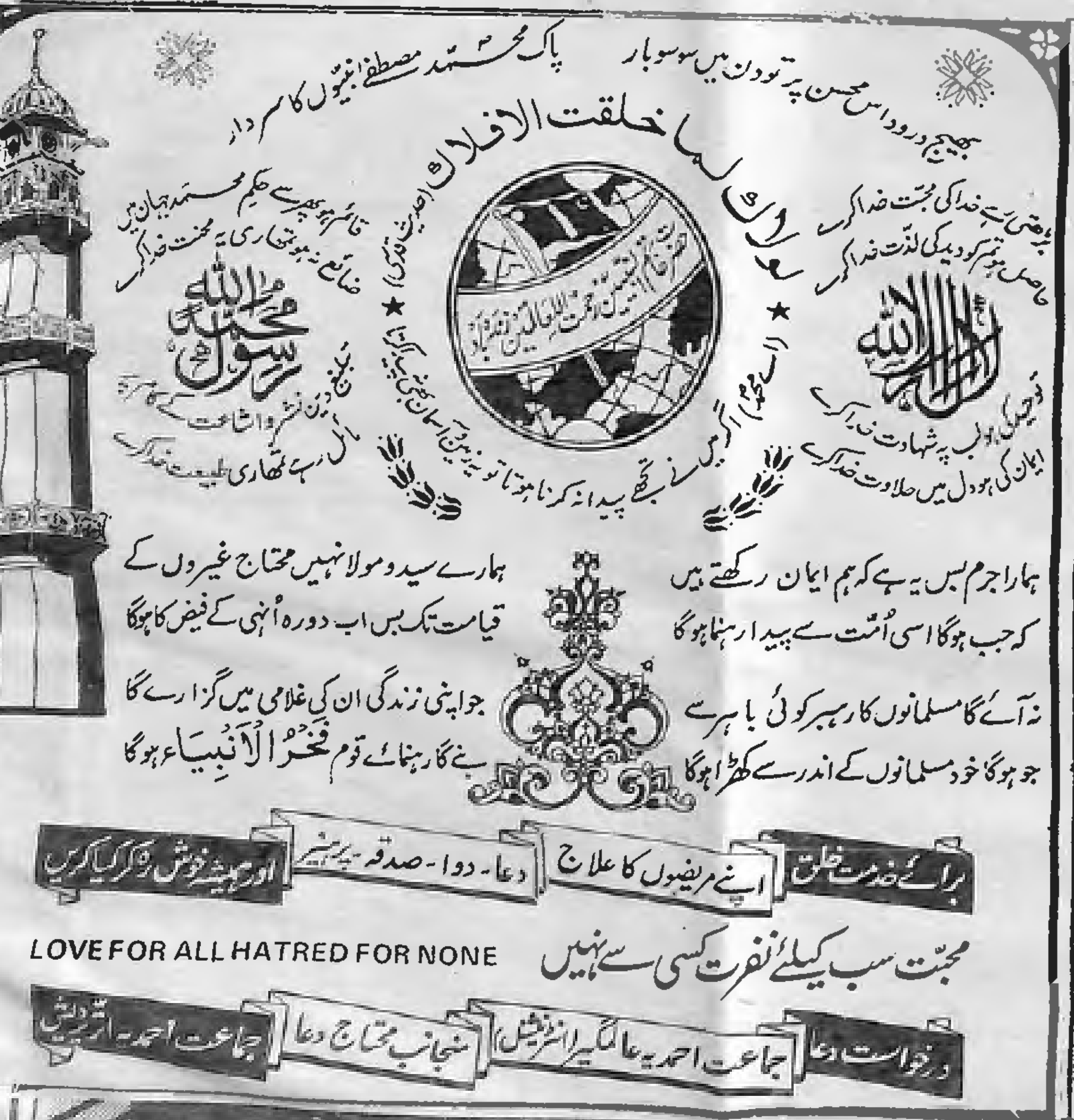

ESTD 1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

افتتاح مسجد احمدیہ لائلپور۔ آنکھوں دیکھا حال

خورشید احمد پربھاکر درویش قادیان

جماعتِ احمدیہ لائلپور شہر نے لگاتار کوشش کے بعد آخر کار ایک قطعہ اراضی مسجد کیلئے حاصل کر ہی لیا۔ یہ جگہ امین پور بازار کے تیسرے گولبازار کے کونے میں واقع ہے۔ اُن ایام میں مسجد کے شمالی جانب کچھ دور ہٹ کر طوائفوں کا چکلا ہوا کرتا تھا۔ احراری قسم کے مخالف لوگ مسجد کے جائے وقوعہ پر تمسخرانہ پھبتی اُڑایا کرتے تھے۔

۱۹۳۴ء میں احقر جماعت ہفتم کا طالب علم تھا۔ عمر ۱۴۔ ۱۳ برس کی تھی۔ دیہات میں خبریں گرم ہونے لگیں کہ قادیان والے مرزا صاحب لائلپور آرہے ہیں۔ اس میں اعجوبہ یہ تھا کہ پرانی آبادی سے باہر کی خوشحالی نئی آبادی میں کوئی لیڈر لائلپور آرہا تھا۔

ہمارے گاؤں کے لوگ گدی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے پیر سید جماعت علی شاہ کے مرید تھے۔ پیر صاحب علی پور سے چل کر افتتاح مسجد احمدیہ لائلپور (۷/اپریل ۱۹۳۴ء) سے چند روز قبل لائلپور شہر آئے اور لوگوں سے جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شامل نہ ہونے کا حلف لیا۔ لیکن اس کا اُلٹا اثر ہوا۔ دیہات میں وسیع پیمانے پر لائلپور جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ دوسری غلطی یہ ہوئی کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ کے روز بالمقابل عام مسلمانوں کے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ کھانے پینے اور قیام کے اعلان کو الفاظ سے خوب سجایا گیا کیونکہ احمدیوں کی طرف سے جلسہ کے ایام میں لنگر اور قیام کے انتظام کا اعلان کیا گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اُن ایام میں ضلع بھر میں دیہات میں صرف تین احمدی جماعتیں تھیں۔ جماعتوں سے راشن جمع کیا گیا تھا۔ ہمارے گھر سے 20 سیر آٹا ایک سیر دیسی گھی چنے کی دال اور ساڑھے سات روپے دیئے گئے تھے۔

اُن ایام میں ہمارے گاؤں سے بلکہ تمام دیہات سے لائلپور پہنچنے کیلئے کوئی پختہ سڑک نہ تھی نہ سواری گاؤں سے پانچ میل پیدل چل کر پنیسرہ نامی سکھوں کے گاؤں سے مجھے والد صاحب نے شیر شاہ سوری کے زمانہ کی بنی ہوئی کچی سڑک پر ایک سکھ چھکڑے پر بٹھا دیا۔ جو دھول سے بھری جرنیلی سڑک پر کپاس لادے لائلپور کی طرف آہستہ آہستہ نو بجے رات چل رہا تھا۔ نرم کپاس پر مجھے فوراً نیند آگئی۔ صبح لائلپور کے محلہ بخشیش سنگھ والا کے راجباہ پر مجھے بیل گاڑی سے اتار لیا گیا۔ اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی اے بی ٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

چلتے چلتے ایک جگہ جا کر ماسٹر عبد الرحمن صاحب نے اجنبی لوگوں سے پوچھا۔ اس ایریا میں کوئی احمدی بھی ہے؟ لوگوں میں سے ایک نے بتایا کہ وہ سامنے احمدی لوہار کی دکان ہے۔ جو دکان میں گھوڑوں کے نعل بنا رہا تھا۔ دکان پر جاکر ماسٹر صاحب نے اسے پوچھا کیا آپ احمدی ہیں؟ ہاں! میں احمدی ہوں۔ چنانچہ ماسٹر صاحب نے میرا سوتی کمبل اور اپنا تھیلا اس کے سپرد کر دیا اور آگے چلے۔

مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے ماسٹر صاحب سے پوچھا کیا یہ دکاندار آپ کا رشتہ دار ہے؟ کیا آپ اسے پہلے سے جانتے ہیں؟ اگر یہ ہمارا سامان نہ دے تو ہم کیا کریں گے؟۔ ماسٹر صاحب کہنے لگے وہ جو کہتا ہے کہ میں احمدی ہوں وہ میرا جان پہچان کا نہیں نہ ہی میرا رشتہ دار ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ احمدی ہے۔ اس پر میرا اطمینان ہو گیا۔

لوگ لائلپور اسٹیشن کی طرف جا رہے تھے اپنے گاؤں کے غیر احمدیوں کے ساتھ میں بھی جا رہا تھا۔ اسٹیشن پر جاکر دیکھا کہ انسانوں کا انبوہ کثیر ہے جس سے اسٹیشن کے پلیٹ فارم مسافر خانے اور کھلا میدان کھچا کھچ بھرے ہیں اسٹیشن ایریا کے سارے درختوں پر رنگ برنگے پہناوے زیب تن مخلوق چڑھی بیٹھی ہے۔ اسٹیشن کے سارے کوارٹرز۔ قریب کے مکانات، گھر، دو منزلی۔ سہ منزلی عمارتیں چھتیں وغیرہ عورتوں، بچوں سے سجی ہوئی ہیں۔ سڑکیں فٹ پاتھ بھرے پڑے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے ہو رہا ہے۔ شور و غل آسمان کو چھو رہا تھا۔ میں اپنے لوگوں سے بچھڑ چکا تھا۔

۷/اپریل ۱۹۳۴ء بعد دوپہر لاہور سے ایک سپیشل ٹرین لائلپور پہنچی۔ اس کے آنے کا بوجہ شور و غل پتہ نہ چل سکا۔ اچانک اسٹیشن کے چبوترے پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف فرما نظر آئے۔ نامعلوم انبوہ عظیم اور شور و غل پر کیا ماجرا گذرا کہ یکدم مکمل سکوت اور سناٹا چھا گیا۔ حضور کے گلے میں پھولوں کے ہاروں کو خوبصورتی عطا ہوئی۔ حضور پر نور کا چہرہ نہایت خوبصورت، چمکیلا اور نور کے حالے میں نور افشانی کر رہا تھا۔

حضور چبوترے سے سیڑھیوں سے اُتر رہے تھے کہ اچانک پبلک بے قابو ہو گئی۔ سب سے پہلے بیرونی لاٹھیوں والی دیوار ٹوٹی۔ میں بھی حضور انور کی کار تک پہنچنے کے خیال سے آگے بڑھا۔ خدام کے بازو بند حلقہ کو پار کر گیا۔ پولیس کی پہلی لائن کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ اگلی سینئر پولیس والوں کی سیسہ پگھلائی جسمانی دیوار کو نہ چیر سکا۔ میں نے پولیس کے دو جوانوں کے درمیان میں سے اپنا بازو آگے بڑھانا چاہا۔ مگر ناکام رہا۔ اتنے میں حضورؓ اپنی کار میں بیٹھ چکے تھے۔ اور قافلہ آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔

تمام لوگ کاروں کے پیچھے بھاگ رہے تھے تا کہ مسجد احمدیہ میں جاکر حضور پر نور کی دل بھر بھر کر زیارت کر سکیں۔ میں بھی پوری طاقت سے بھاگ رہا تھا۔ ریل بازار کے آخری بڑے گیٹ تک بھاگتا ہوا چلا گیا۔ تھک گیا تھا۔ تیزی سے پیدل چلنے لگا۔ مسجد پہنچا تو حضور بعد ادائیگی نوافل پروگرام مکمل کر کے جلسہ گاہ جا چکے تھے۔

جلسہ گاہ تک پہنچنے کے لئے مقررہ کشادہ سڑکوں پر ٹریفک بند تھی۔ میں اپنے گاؤں کے غیر احمدیوں کے ساتھ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ رش کافی تھا چلتے ہوئے ایک کھلے چوراہے پر دیکھا کہ جس چبوترے پر ٹریفک کو کنٹرول کرنے والا سپاہی کھڑا ہوتا ہے وہاں ایک مولوی کھڑے ہو کر ہاتھوں کے اشارات کر رہا ہے۔ مولوی انگریزی فیشن میں ملبوس داڑھی۔ مونچھیں چٹ۔ انگریزی کٹنگ کے بال۔ منہ میں پان بیڑا۔ چلا رہا ہے۔ ادھر مرزائیوں کا جلسہ گاہ ہے اور اُدھر (جانب مشرق) مسلمانوں کا جلسہ ہو رہا ہے۔ وہاں کرسیوں کا بھی انتظام ہے"۔

اس کے منہ سے پان کے چھینٹوں سے اُگلنے سے کھڑے ہونے کا چبوترہ اور اردگرد کی زمین کا حصہ لہو لہان ہو رہا تھا۔ ان ایام میں دیہات میں پان کا قطعاً رواج نہ تھا دیہات کے لوگ سمجھا کرتے تھے کہ یہ طوائفیں اس لئے کھاتی ہیں تا کہ منہ سرخ اور ہونٹ گلابی نظر آئیں۔ ان لوگوں نے اس مولوی کہلانے والے کو جو لہو لہان دیکھا۔ سب کہنے لگے۔ یہ رنگ (مردار) کھا کر آیا ہے "مولوی نہیں۔ یہ لفنگا ہے۔ نہ داڑھی نہ مونچھ۔ انگریزی بال۔ کوئی شخص بھی مسلمانوں کے جلسہ کی طرف نہیں جا رہا تھا۔ تاہم بھیڑ میں سے چار آدمی یہ کہتے ہوئے غیر احمدیوں کے جلسہ گاہ کی طرف گئے کہ آخر دیکھیں تو سہی کہ ہمارا جلسہ کس شان کا ہے۔ لیکن بہت جلد اُلٹے پاؤں لوٹ آئے بتانے لگے کہ وہاں کوئی مولوی۔ تقریر۔ جلسہ کرسیاں اور مجمع نہیں ہے۔ صرف ایک معمولی سی میز ایک کرسی سڑک کے کنارے پڑی ہے۔

سامنے والے مکان کے دروازے پر دو آدمی شائد اس لئے کھڑے ہیں کہ میز اور کرسی کوئی مسلم مجاہد اٹھا کر نہ لے جائے۔ سارے لوگ پنجابی زبان میں ہلکی پھلکی گالیاں سنانے لگے سب فریب اور جھوٹ ہے۔ طعام اور رہائش کا کہاں انتظام ہے۔ انہیں بڑا دھوکا دیا ہے۔

احمدیہ جلسہ گاہ کا انتظام دھوبی گھاٹ میں تھا۔ جو نشیبی جگہ ہے۔ لوگوں کا جم غفیر اسٹیج۔ شامیانوں اور دھوبی گھاٹ کے وسیع میدان میں اور سڑک پر تھا۔ البتہ ایک کونے میں جگہ خالی تھی۔ ہم لوگ جلدی سے اس کونے میں چلے گئے۔ دیکھا کہ وہ جگہ پانی سے پُر نم ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں کو بمشکل سڑک پر کھڑے ہونے کو جگہ ملی۔ بہت دنوں کے بعد علم ہوا کہ وہ جگہ اس وجہ سے خالی تھی کہ جلسہ گاہ کو غیر احمدی نے اس راجباہ کو کاٹ کر پانی سے بھر دینے کی کوشش کی تھی جو لائلپور کے اردگرد پانی سپلائی کرنے کیلئے بنا ہوا ہے۔ لیکن یہ منحوس کوشش ناکام بنا دی گئی تھی شام تک تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔

رات کے کھانے کے وقت یہ امتیاز مشکل ہو رہا تھا کہ کھانے کے دستر خوانوں پر لوگوں کی تعداد زیادہ ہے یا اسٹیشن کے استقبال کے موقعہ زیادہ تھی۔ یا جلسہ گاہ میں زیادہ تھی۔ دستر خوان پر احمدی احباب کی تعداد تو برائے نام ہی تھی۔

دوسرے روز صبح سویرے بہت سے لوگ لکڑ منڈی کے کھلے حصہ میں جہاں آرہ لگا ہوا تھا۔ درختوں کے کٹے ہوئے تنوں پر بیٹھے تھے۔ اور باہم مختلف باتوں میں مشغول تھے۔ ایک سکھ زمیندار نے ذرا بلند آواز سے پنجابی زبان میں کہا کہ:۔

"اور باتیں تو رہیں ایک طرف، مگر قادیان والے مرزا صاحب ہیں بجد خوبصورت، ایسا خوبصورت آدمی ہم نے اس سے پہلے نہیں دیکھا" اس کے جواب میں ایک مریل ساپد شکل آدمی اونچا پاجامہ پہنے سر پر گاندھی ٹوپی جیسی کپڑے کی ٹوپی رکھے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

"مرزا شراب جو پیتا ہے"

سردار صاحب نے اول تو تمہارے ہاں شراب منع ہے۔ کیا وہ ہم سکھوں سے زیادہ شراب پیتا ہے؟ میرا چار ایکڑ گناہے۔ ہم خود شراب کشید کرتے ہیں اور من بھر پیتے ہیں لیکن سکھوں میں سے کوئی شخص بھی مرزا صاحب کی خوبصورتی کو چھو بھی نہیں سکا۔ ایک آواز "نور الٰہی منہ پر وسے ولیاں ایہہ نشانی"

اُن ایام میں ایک سو پچاس کے قریب لوگ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ الحمد للہ۔

اعلان نکاح

مورخہ 14.11.99 کو بعد نماز مغرب و عشاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۹۹ بعد نماز مغرب و عشاء مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مرزا حسن احمد صاحب بیگ ساکن حیدر آباد کا نکاح مکرم حبیب احمد صاحب ابن مکرم غلام احمد عبید صاحب ساکن بھونیشور کے ساتھ مبلغ -/25000 روپے حق مہر پر نکاح کا اعلان فرمایا۔ احباب سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔

(مرزا حسن احمد صاحب بیگ حیدر آباد)

صوبائی سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش

الحمد للہ کہ لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش کو اپنا صوبائی اجتماع حیدر آباد بمقام احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

مورخہ ۳۰۔۳۱/اکتوبر ہفتہ اتوار اجتماع کی تاریخیں منعقد کی گئیں۔

اس صوبائی اجتماع میں مندرجہ ذیل مقامات سے ممبرات آئیں۔

ا۔ سکندر آباد ۳۰۔ چنتہ کنٹہ ۳۲۔ محبوب نگر ۳۔ جڑچرلہ ۸۔ ظہیر آباد ۶۔

ان تمام ممبرات کے کھانے وغیرہ کا انتظام لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے کیا۔ صبح ۱۱ بجے اجتماع کے پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ صدارت محترمہ اعظم النساصاحبہ سابق صوبائی صدر آندھرا نے کی۔ تلاوت اور عہد کے بعد محمودہ رشید صاحبہ صوبائی صدر نے حضور پرنور کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محترمہ بشریٰ مبارکہ صاحبہ نے "حمد" درثمین سے نہایت خوش الحانی سے پیش کی۔ اس کے بعد مقابلہ حفظِ قرآن حسن قرأت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت ہوا اس مقابلہ کے بعد "نماز کی اہمیت" کے موضوع پر عزیزہ منصورہ الٰہ دین نے تقریر کی۔ اس کے بعد مقابلہ تقاریر معیار اوّل اور معیار دوم شروع ہوا۔

اس کے ساتھ ہی پہلی نشست کا پروگرام ختم ہوا۔ اور ممبرات کو کھانے کا وقفہ دیا گیا۔ نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئی جوبلی ہال میں اُوپر گیلری میں مہمان مستورات کیلئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر دوسرے وقت کا جلسہ شروع ہوئے۔

دوسری نشست: یہ جلسہ محترمہ محمودہ رشید صاحبہ صوبائی صدر لجنہ آندھرا کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد مقابلہ بیت بازی شروع ہوا جس میں دو ٹیمیں بنائی گئیں اور دونوں ٹیمیں برابر رہیں۔

اس کے بعد مقابلہ نظم خوانی شروع ہوا۔ یہ مقابلہ محترمہ الحاجہ زاہدہ بیگم صاحبہ سیکرٹری تبلیغ کی زیر صدارت ہوا۔ اس کے بعد مقابلہ دینی معلومات منعقد کیا گیا۔ یہ مقابلہ انفرادی تھا اس میں بچیوں سے محترمہ امۃ النعیم بشیر صاحبہ نے کوئز کے سوالات پوچھے آخری مقابلہ فی البدیہہ تقاریر کا مقابلہ تھا۔

آخر پر تمام مقابلوں میں اول دوم سوم آنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے اور پھر محترمہ محمودہ رشید صاحبہ صوبائی صدر آندھرا پردیش نے تمام پوزیشن لینے والی ممبرات کو مبارک باد دی۔ اور آنے والے مہمانان اور کام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی طرف سے تمام مستورات کی شام کو تواضع کی گئی۔ جن کے سپرد جو ڈیوٹی لگائی گئی سب نے احسن رنگ میں اپنی ذمہ داری نبھائی۔ جزاھم اللہ۔ جلسہ کی حاضری ۳۰۰ تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے اور ہمیں صحیح رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق دے آمین۔

(مریم عظیم ۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدر آباد)

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ صوبہ کشمیر کا تیرھواں کامیاب سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کشمیر کا تیرھواں سہ روزہ سالانہ اجتماع مورخہ 6.7.8. اگست 99 کو مسجد احمدیہ آسنور میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں 850 خدام واطفال نے شرکت کی۔ اجتماع کی خاص بات یہ تھی کہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مکرم محمد نسیم خان صاحب اور نائب صدر مکرم خالد محمود صاحب نے بنفس نفیس اس میں شرکت کی۔ صدر صاحب نے تمام انتظامی امور کا جائزہ لیا اور نیک مشوروں سے نوازا۔

اس بابرکت اجتماع کا آغاز نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ٹھیک پونے تین بجے مکرم ومحترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبہ کشمیر کے زیر صدارت کیا گیا افتتاحی اجلاس میں مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مکرم عبدالمنان صاحب صدر جماعت احمدیہ آسنور مکرم محمد الیاس لون صاحب قائد علاقائی صوبہ کشمیر اور محترم صدر جلسہ نے اجتماع کو خطاب کیا۔ مقررین نے نظم وضبط اور خاص طور پر مہمان نوازی کے آداب کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ افتتاحی اجلاس کے اختتام کے بعد مہمانان کرام کو چائے پیش کی گئی۔

M.T.A سے براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کی سماعت کے بعد اجتماع کے باقی پروگرام شروع ہوئے۔ سب سے پہلے مقابلہ حسن قرأت خدام مقابلہ پیغام رسانی اور مقابلہ پرچہ ذہانت خدام منعقد کئے گئے۔

دوسرے دن یعنی ۷ اگست ۹۹ کے پروگرام نماز تہجد باجماعت سے شروع کئے گئے نماز فجر درس حدیث اور چائے کے بعد مقابلہ نظم خوانی خدام اور مقابلہ کوئز اطفال الاحمدیہ نیز مقابلہ حسن قرأت اطفال الاحمدیہ اور مقابلہ نظم خوانی اطفال الاحمدیہ بھی اس دن کرائے گئے۔ ۷ اگست کے روز ہی تقریباً گیارہ بجے ورزشی مقابلے شروع کئے گئے۔ ورزشی مقابلہ جات کے اختتام ہوتے ہی باقی ماندہ علمی مقابلہ جات بھی کرائے گئے جس میں مقابلہ کوئز برائے خدام الاحمدیہ اور مقابلہ تقاریر خدام الاحمدیہ بھی شامل تھے۔

اس اجتماع میں واقفین نو بچوں اور ان کے والدین کے لئے بھی ایک خصوصی تربیتی اجلاس بلایا گیا۔ یہ اجلاس مکرم امیر صاحب صوبائی کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس کو مکرم محمد نسیم خان صاحب جو نیشنل سیکرٹری وقف نو بھی ہیں نے بھی خطاب کیا۔ محترم موصوف نے ان بچوں کی خصوصی تربیت کی طرف توجہ دلائی بعد ازاں محترم امیر صاحب نے بھی جماعت کیلئے ان بچوں کی اہمیت کو واضح کیا محترم امیر صاحب کی طرف سے بچوں میں مٹھائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایک یادگاری تصویر بطور تحفہ پیش کی گئی۔ بچے ان تحائف کو لیکر بہت ہی خوش ہوئے۔

تیسرے روز یعنی ۸ اگست ۹۹ کو واقفین نو کے اجلاس کے بعد اختتامی اجلاس اور تقریب تقسیم انعامات مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت شروع ہوا۔ موصوف نے مختلف مقابلہ جات میں اول دوئم اور سوئم آنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ اور دعا کے بعد یہ بابرکت سہ روزہ اجتماع بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ (فرید احمد ڈار ۔ معتمد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ ۔ کشمیر)

نماز جنازہ

مورخہ 8.12.99 کو حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔ **حاضر:** مکرم ملک ریاض احمد صاحب لندن (۴/دسمبر کو وفات پائی)

غائب: مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکرم صاحب پٹواری دہلی گیٹ لاہور

آپ حضرت قاضی حبیب اللہ شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ بہت دعا گو نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ اپنے حلقہ کے سینکڑوں احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ۲۴/نومبر کو ہارٹ اٹیک سے وفات پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے 2 دسمبر 99ء کو درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم چوہدری محمد عظیم باجوہ صاحب ولد مکرم چوہدری محمد حسین صاحب باجوہ آف کراچی ۲۵ نومبر ۱۹۹۹ کو بعمر ۹۷ سال وفات پاگئے۔ بہت مخلص اور غیر معمولی بہادر بزرگ تھے۔ موصی تھی اور پیدائشی احمدی تھے۔ اس طرح صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی تدفین قطعہ صحابہ ربوہ میں ہوئی ہے۔

☆ مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کے بیٹے یکم دسمبر ۹۹ کو فضلِ عمر ہسپتال میں انتقال فرماگئے۔ آپ کی عمر ۸۱ سال تھی۔ آپ دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ آپ بھی بہت نڈر اور دینی غیرت رکھنے والے انسان تھے۔

۱۹۴۴ء میں جلسہ مصلح موعود دہلی کے انتظامات میں نمایاں حصہ لیا۔ پارٹیشن سے پہلے آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر دہلی کی جماعت میں خدمات انجام دیں اور خصوصاً پارٹیشن کے ایام میں آپ کو بعض اہم اور غیر معمولی خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔

آپ حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے داماد تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی صاحبزادی امۃ الحسیب بیگم صاحبہ (جو بیگم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ہیں) اور دو بیٹے عطا فرمائے۔ بڑے بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب طارق امیر ضلع جہلم اور دوسرے بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے داماد ہیں۔

☆ مکرم امتیاز احمد صاحب باجوہ لاہور ولد چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ (مرحوم) آپ مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر ضلع سیالکوٹ کے بہنوئی تھے مخلص خاندان سے تعلق ہے۔ لاہور میں بحیثیت آڈیٹر انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کی والدہ نے اپنے شوہر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے وصال کے بعد تمام عمر بڑے صبر اور وفا سے یتیم بچوں کی پرورش کی اور امتیاز باجوہ مرحوم ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس عمر میں ان کے لئے یہ بہت صبر آزما ہے ان کو بھی احباب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ بھدرواہ نے ۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو بعد نماز ظہر مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد کیا جس کی صدارت مکرم عبدالحفیظ صاحب منڈاشی نے کی مکرم محمد اقبال صاحب ملک کی تلاوت کے بعد خاکسار عبدالقیوم میر نے نظم پڑھی بعدہ مکرم محمد شریف صاحب منڈاشی نے تقریر کی۔ صدر موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کو اپنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔

(عبدالقیوم میر سیکرٹری تبلیغ بھدرواہ)

اعلان دُعا

مکرم عبدالرحمٰن صاحب ہموسان گلے کی تکلیف سے بیمار ہیں کامل شفایابی کیلئے، دینی دنیوی ترقیات اور حصول رضائے الٰہی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مینجر بدر قادیان)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کریں۔ (سیکر ٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۵۰۶۴:- میں مطلوب احمد خورشید ولد مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۱-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ خاکسار کی غیر منقولہ جائیداد درج ذیل ہے۔

۱- زمین ۴ ڈسمل واقع بھدرک اڑیسہ۔ یہ آبائی جائیداد سے حصہ میں ملا ہے۔ خاکسار اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے۔ خاکسار کی ماہانہ تنخواہ مبلغ -/۲۰۴۷ روپے ہے۔ خاکسار اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد و آمد نہیں ہے۔ اگر کوئی آمد یا جائیداد اس کے بعد بناؤں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	مطلوب احمد خورشید خادم سلسلہ	داؤد احمد قریشی قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۶۵:- میں انور اقبال چیمہ ولد مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۲-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار تنخواہ -/۲۰۵۶ روپے ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس وقت میری منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے البتہ غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱- آبائی جائیداد زمین ۳ مرلے ۶- کنال واقع نزد بچہ قبرستان قادیان بھائیوں و والدہ میں مشترکہ

۲- ۱۴ ایکڑ اراضی واقع بہاولپور پاکستان بھائیوں و والدہ میں مشترکہ مذکورہ بالا جائیداد میں سے جس قدر مجھے حصہ ملے گا اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو کردونگا۔ اسی طرح مذکورہ بالا جائیداد سے جو بھی آمد ہو گی اس پر حسب قواعد ۱۶/۱ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کرونگا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دونگا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
فخر احمد چیمہ	انور اقبال چیمہ	جاوید اقبال چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۶۶:- میں عابدہ انجم زوجہ مکرم انور اقبال چیمہ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۲-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ البتہ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰۰ روپے

زیور طلائی دو بالیاں ۵ گرام اندازاً

نیز اگر میں کوئی اور آمد و جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو کردونگی۔ اور اس کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں ماہوار -/۴۰۰ روپے (چار صد روپے) کا ۱۰/۱ رہن سہن کے معیار کے مطابق ماہانہ -/۴۰ روپے (چالیس روپے) حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
فخر احمد چیمہ	عابدہ انجم	جاوید اقبال چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۶۷:- میں امۃ الحکیم زوجہ مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۴-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے البتہ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند -/۱۵۰۰۰ روپے (پندرہ ہزار روپے)

زیور طلائی ایک ہار وزن ۹۳۰ء۱۳ گرام قیمت ۴۶۲۰ روپے

ایک جوڑی بالیاں وزن ۵۲۰ء۳ گرام قیمت -/۲۵۰ روپے

ایک جوڑی کانٹے وزن ۴۰ء۷۵ گرام قیمت -/۱۹۱۰ روپے

ایک رنگ وزن ۵۴۰ء۱ گرام قیمت -/۵۱۰ روپے

ایک رنگ وزن ۹۶۰ء۳ گرام قیمت -/۱۵۸۰ روپے

ایک رنگ وزن ۴۷۰ء۳ گرام قیمت -/۱۳۸۰ روپے

زیور نقرئی ایک سیٹ ۰۰ء۲۵ گرام قیمت ۲۰۰ روپے

کل قیمت زیور طلائی و نقرئی -/۱۴۴۵۰ روپے

میں اِس وقت دفتر لجنہ اماء اللہ بھارت میں خدمت کرتی ہوں جہاں سے مجھے ماہانہ مبلغ -/۴۵۰ روپے ملتے ہیں۔ میں اس آمد پر ماہانہ ۱۰/۱ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ نیز اگر میں کوئی اور جائیداد و آمد پیدا کرونگی تو اس کی اطلاع بھی دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو دونگی اور اس کے ۱۰/۱ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری یہ وصیت مورخہ ۹۹-۴-۱ سے نافذ العمل ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
جاوید اقبال چیمہ	امۃ الحکیم	طاہر احمد چیمہ قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۶۸:- میں یاسمین اختر زوجہ مکرم نصیر احمد عارف قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بھارت۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۳-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ بصورت ملازمت یا کاروبار میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ البتہ اس وقت مجھے اپنے خاوند کی طرف سے مبلغ -/۳۰۰ تین صد روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

۲- میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میری منقولہ جائیداد بصورت زیور کی تفصیل درج ذیل ہے۔ طلائی زیور بصورت انگوٹھیاں چار عدد، ہار اور چین و بالیاں۔ جن کا مجموعی وزن ۶ تولہ ہے۔ جس کی موجودہ قیمت اندازاً -/۲۱۰۰۰ (اکیس ہزار روپے) بنتی ہے۔ اس کے علاوہ حق مہر کی رقم -/۸۰۰۰ (آٹھ ہزار) اس مجموعی رقم منقولہ جائیداد کے بھی ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

۳- اگر مذکورہ بالا آمد و جائیداد کے علاوہ آئندہ مزید کوئی آمد یا جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کرونگی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔

۴- میری وفات پر میری متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

۵- میرے خاوند کی ماہوار آمد اس وقت مبلغ -/۲۵۲۴ روپے ہے۔

۶- میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے ہی منظور فرمائی جائے۔

۷- حق مہر کی رقم خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
نصیر احمد عارف قادیان	یاسمین اختر	محمود احمد عارف درویش قادیان

پتہ جات مطلوب ہیں

انگریزی ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز جاری کروانے کے لیے پتہ جات مطلوب ہیں۔ براہ مہربانی اپنے علاقہ کے انگریزی جاننے والے دانشوروں اور تعلیم یافتہ حضرات نیز لائبریریوں اور کالجوں کے ایڈریس بھجوائیں۔ شکریہ

(ناظر نشر و اشاعت قادیان)

درخواست دُعا

محترم منیر احمد صاحب شیر صدر جماعت احمدیہ پونہ کی دو بیٹیوں نے پچھلے دنوں ایم اے۔ اردو فائنل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان بچیوں اور ان کے والدین کیلئے مبارک کرے اور جماعت کیلئے بھی بابرکت کرے۔ آمین۔ (طاہر احمد عارف جماعت احمدیہ پونہ)

☆۔ خاکسار ان دنوں بعض مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہے نیز میری نو عمر نواسی منصورہ بیگم کی صحت و سلامتی درازی عمر خادم دین ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔

(محمد منور احمد چندہ پور اے پی)

☆۔ خاکسار کی مالی مشکلات پریشانیوں کے ازالہ کاروبار میں ترقی اور برکت کیلئے دینی و دنیاوی ترقیات اور والدین کی صحت و سلامتی درازی عمر کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (منصور احمد نوجوان مدراس)

☆۔ میری بیٹی عزیزہ منصورہ بیگم کے یہاں نیک صالح اولاد نرینہ کیلئے جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے اور والدہ مرحومہ کی مغفرت کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر 200) (بوفانی خان نرگاؤں اڑیسہ)

☆۔ میری بیٹی یاسمین احمد کی شادی کو ایک عرصہ ہو گیا ہے اولاد کی نعمت سے محروم ہے نیک صالح خادم دین اولاد کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔ (نجمہ مبارک ممبئی)

☆۔ عزیزم اعجاز احمد حارث اور عزیزہ زیبا احمد کے میڈیکل میں داخلہ کے امتحان میں کامیابی کیلئے نیز عزیزہ روبینہ احمد انشا احمد، نشاط فرح احمد اور سارہ احمد فائزہ کے امتحانات میں کامیابی اور صحت و سلامتی کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/50 (منیر احمد نیو پاٹلی پترا کالونی پٹنہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, 6th Jan 2000 Issue No: 1

پوپ جان پال کو حضرت عیسیٰؑ کی قبر دیکھنے کشمیر جانا چاہئے؟

مزمل جلیل مترجم۔ خورشید احمد خادم

درج ذیل مضمون اخبار Indian Express کے 8 نومبر 99 کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مضمون نگار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی تحقیق کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کے ظلم و ستم سے ہجرت کر کے بالآخر کشمیر آ گئے تھے اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ کی قبر ہے کا ذکر کیا ہے اور پوپ صاحب جب حال ہی میں بھارت کے دورہ پر آئے تو انہیں اس حوالے سے مضمون نگار نے قبر مسیح دیکھنے کیلئے کشمیر جانے کی تحریک کی تھی۔

اس ضمن میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" 1898ء میں اس عظیم تحقیق پر مشتمل تصنیف فرمائی تھی۔ آپ کے بعد دنیا بھر کے مختلف محققین نے آپ کے بتائے ہوئے راہنما اصولوں پر ہی اپنی کتب لکھی ہیں۔ (ادارہ)

پوپ جان پال دوئم کو کشمیر کیوں جانا چاہئے؟ کیونکہ ایسا مانا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے نہ ہی وہ اوپر اُٹھائے گئے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچ گئے اور کشمیر تشریف لے گئے اور وہیں بس گئے اور وفات کے بعد سری نگر میں انکی تدفین ہوئی۔

تدفین والی جگہ شہر کے بیچ خانیار میں ہے اور روضہ بل کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ نظریہ سب سے پہلے جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش کیا بعد ازاں ایک صحافی عالم عزیز کشمیری جس نے اپنی پچاس سالہ تحقیق کے بعد ایک کتاب Christ in Kashmir لکھی۔ نے بھی یہ نظریہ پیش کیا ایک جرمن عالم Andreas Faber Kaiser نے بھی اپنی کتاب "Jesus Died in Kashmir" میں اس نظریے کی حمایت کی ہے۔

کشمیر کے مقامی مسلمان یہ مانتے ہیں کہ روضہ بل مقبرہ میں Yuz Asif مدفون ہے۔ اکیاسی سالہ عزیز کشمیری کے مطابق Yuz لفظ Yuzu کا مخفف ہے اور Yuzu حضرت عیسیٰ کا عربی نام ہے اور "Asif" Hebrew زبان کا ایک لفظ ہے جس کے معنے ہیں اکٹھا کرنے والا۔ بڑے بڑے تاریخ دان جیسے Dr. Herman oldenburg (Kashmir and Kashghar)، H.W. Bellow James Milne (The Road to Kashmir) اور کئی دوسروں کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ کشمیری اسرائیل کے اُن دس گم شدہ قبیلوں میں سے ایک ہیں جنہیں SargonII نے 721BC میں اپنے وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ اُن گمشدہ قبیلوں کو اکٹھا کرنے نکل کھڑے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کا نام Yuz Asif یا Jesus اکٹھا کرنے والا مشہور ہو گیا۔

پھر چاہے Andreas Faber Kaiser ہو مرزا قادیانی ہو یا عزیز کشمیری سبھی کے مطابق دراصل حضرت عیسیٰ کو جب صلیب سے اُتارا گیا تو وہ بے ہوش تھے اور اگلا دن سبت کا دن تھا۔ کشمیری نے St. John کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عہد نامہ جدید کی ساری کتابیں بھی اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو نویں گھنٹے میں ہی صلیب پر سے اتار لیا گیا تھا کیونکہ اگلا دن سبت کا تھا اور اُس دن کسی بھی جسم کو صلیب پر رہنے نہیں دیا جاتا تھا۔

اس نظریے کے مطابق ایک مرہم جو کہ مرہم عیسیٰ کے نام سے جانی جاتی ہے حضرت عیسیٰ کے زخموں پر لگائی گئی تھی۔ جس سے انہیں آرام ملا تب حضرت عیسیٰ نے اپنی ماں مریم اور اپنے عزیز مرید Thomas کے ساتھ مشرق کی طرف ہجرت کی۔ وہ ایران و افغانستان کے راستے کشمیر پہنچے کشمیر جاتے ہوئے مریم کی وفات ہو گئی یہ جگہ پاکستان میں مری کے نام سے جانی جاتی ہے اس جگہ کا نام مری بھی مریم سے بنا ہے۔

ایسا یقین کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کشمیر میں ایک نئی زندگی شروع کی انہوں نے وہاں شادی بھی کی اور اپنی وفات کے بعد سری نگر میں محلہ خانیار میں روضہ بل مقبرہ میں مدفون ہوئے ایسا یقین کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر دوسری مرتبہ تشریف لائے تھے۔

عزیز کشمیری کے نزدیک حضرت عیسیٰ کے حالات کے بارے میں ان کی 13 برس کی عمر سے لیکر 29 برس تک کی عمر کا کوئی علم نہیں۔ عزیز کشمیری نے ایک روسی سیاح Nicolai Norovich جس نے 1887 میں اس علاقے کا دورہ کیا تھا کی ایک کتاب Life of Saint Jesus کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جب وہ لداخ کے علاقے میں کھوج کر رہا تھا تو اُسے Hemis Gumpa میں پالی زبان میں لکھے ہوئے کچھ کاغذات ملے جنمیں حضرت عیسیٰ کی سوانح حیات بھی شامل تھی۔ کاغذات سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اسرائیل میں پیدا ہوئے اور جب وہ 13 برس کے ہوئے تو اپنے والدین کے گھر سے غائب ہو گئے یروشلم سے ہوتے ہوئے وہ سندھ پہنچے اور پھر یہاں آ گئے۔

اسی نظریے کی حمایت میں ایک اور تاریخی دستاویز کا ذکر کرتے ہوئے کشمیری ایک سنسکرت رزمیہ Bavishya Mahapurana کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ Mahareshi Vedvyas نے 115AD میں لکھی تھی۔ Porana کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا ایک دفعہ راجا شالواہن 78AD میں کشمیر گیا وہاں اُس کا سامنا ایک ایسے درویش سے ہوا جس کا رنگ سفید تھا اور اُس نے سفید رنگ کی عبا پہن رکھی تھی۔

جب راجا نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون ہے تو درویش نے جواب دیا کہ جان لو مجھے میں خدا کا بیٹا ہوں اور ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی ہے میں سچے اصولوں کو ماننے والا اور انہیں پھیلانے والا ہوں۔
جب راجا نے اُس سے پوچھا کہ اُس کا مذہب کیا ہے تو درویش نے کہا اے راجا! جب سچائی غائب ہو گئی اور اخلاقی قدریں مٹ گئیں تب میرا ظہور ہوا اور میں نے اپنے کارناموں سے برے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور بدلے میں مجھے بھی ان کے ہاتھوں تکلیف اُٹھانا پڑی۔

اسی پران کا حوالہ دیتے ہوئے کشمیری آگے لکھتے ہیں کہ جب راجا Shalewahin نے دوبارا درویش سے درخواست کی کہ وہ اپنی پہچان اور اپنا مذہب راجا پر ظاہر کر دے تو اُسے جواب ملا "میرا مذہب محبت اور سچائی ہے اور میرا نام عیسیٰ مسیح یا Jesus Christ ہے۔

کشمیری جس نے ایک کتاب Carist in Kashmir بھی اسی مضمون پر شائع کی ہے۔ اُس نے کشمیری زبان کے نقطہ آغاز پر بھی کام کیا ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ کشمیری زبان ہبرو زبان سے پیدا ہوئی ہے۔ اپنی اس کتاب میں وہ اُن ہبرو الفاظ کی مکمل فہرست دیتا ہے جو کشمیری زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔ اپنے مقالے کی حمایت میں اُن ذاتوں۔ شہروں اور گاؤں کے ناموں کی فہرست بھی عزیز کشمیری نے دی ہے جو کہ بائیبل میں بھی ملتے ہیں۔

نیا سال مبارک

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۳۱ دسمبر کے خطبہ جمعہ کے آخر پر تمام احباب جماعت اور عالم اسلام اور بنی نوع انسان کو نئے سال کی مبارکباد دیتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا ہے۔

دوماہی رسالہ مشکوٰۃ...... اب ماہانہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خاص شفقت سے مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ بھارت ۹۹ء کی سفارشات کو منظور کرتے ہوئے رسالہ مشکوٰۃ کو ماہانہ کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ لہٰذا اب ماہ جنوری ۲۰۰۰ء سے رسالہ مشکوٰۃ ماہانہ شائع ہوا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

احباب جماعت اس مفید عام رسالہ کو جاری کروائیں تاکہ تعلیم و تربیت کے مسائل میں اس سے مستفید ہو سکیں۔ رسالہ کی موجودہ شرح سالانہ -/60 روپے ہے۔

قارئین و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ماہانہ رسالہ مشکوٰۃ کو مفید عام بنائے اور اسے حضور انور ایدہ اللہ کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (مینیجر رسالہ مشکوٰۃ قادیان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443